رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۸۲۷

عام چندہ سالانہ پیشگی چار روپے (للعہ)

پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر انگریزی ماہ کی ۶-۱۳-۲۰-۲۷ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

فاروق

جلد (۱۰) | مورخہ ۲۰/۲۷ اگست ۱۹۲۵ء مطابق ۱۳۴۴ھ | نمبر (۱۹-۲۰)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت خدا کے فضل سے روز افزوں صحت پذیر ہے۔ احباب صحت کامل کے لئے دعا فرماویں۔

(۲) حضرت ام المومنین کو دوران سر کی تکلیف زیادہ ہے۔ دیگر عوارض زکام و کھانسی کو نسبتاً آرام ہے۔

(۳) حرم ثانی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی بھی بفضلہ تعالیٰ رو بصحت ہیں شافی مطلق جلد صحت عطا فرماوے۔ (۴) اخویم ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب کی دختر نیک اختر کو آج چودھواں دن بخار کا ہے۔ ہنوز کچھ افاقہ نہیں۔ احباب دعا صحت فرمادیں (۵) حضرت نواب صاحب قبلہ بخیریت ہیں۔ لیکن انکی ہمشیرہ صاحبہ محترمہ بدستور علیل ہیں۔ انکی صحت کی دعا فرماتے رہیں۔ (۶) حضرت مفتی صاحب قبلہ کی اہلیہ صاحبہ بدستور علیل ہیں۔ احباب انکی صحت و زندگی کیلئے خاص طور پر دعا فرمادیں (۷) اہلیہ صاحبہ میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی مرحوم اکثر بیمار رہتی ہیں۔ انکی صحت کیلئے درد دل سے دعا فرمادیں۔ (۸) قادیان میں موسمی بخار کی عام شکایت ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم فرماوے۔

(۹) خاکسار قاسم بہ تقریب جلسہ ہائے احمدیہ ۱۱ ماہ حال کو روانہ ہوا تھا۔ اور ۱۹ کو بوجہ علالت سفر سے واپس آگیا۔ اسلئے چک ۹۹ شمالی اور سرگودہا و جھنگ مگھیانہ میں جلسے ہوئے۔ اور خدا کے فضل سے خوب کامیابی کے ساتھ تقریریں ہوئیں۔

مرثیہ مرحوم مولوی محمد سعید صاحب بی۔ اے علیگ۔ متعلم ام۔ اے ایل ایل بی کلاس کالج علیگڈھ

(از زین العابدین لودی کلکتہ ۔ ۔)

من نمی فہمم چرا بیوقت رحلت کردۂ
اہل علم و حلم را محبوب بودی ای سعید
از فراقت پر ز غم و نالان شدہ ہر اہل دیں
ہر کسی در کار خود در ایں زمان پر فتن
ایکہ بودی روح اندر نوجوانانِ علیگ
ایکہ گفتی شعرہائے پُر معانی گر بگہ

از زمین ناگہ چہ سوی چرخ رفعت کردۂ
زاں سبب ہر عالمی را پر ز حسرت کردۂ
ایکہ از علم و قلم مر دینِ خدمت کردۂ
تو مگر با علم سوی دین رغبت کردۂ
آں جوانان را چرا بیحس و حرکت کردۂ
آہ ما را بے نصیب ... کردۂ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سخت صدمہ در دل ہر اہل دین از تو رسید
نعمت اللہ خان چوں در ملک افغان شد شہید
من سرایم بارہا آں نغمہائے بے نظیر
من سرودت را سرایم چو محمر بار بار
ایں کلامت را نشان یادگارت کردہ ام
من نویسم نغمہایت [illegible] اشعار خود
اے خدا ایں اہل دین غیور زاہد تمکن
غمزدہ اہل و اقارب را بدہ تسکین جان
والدین غمزدہ را کن عطا نعم البدل

کم سنی بودی مگر کار امامت کردہ
پر ز عبرت نغمہا بہ آں شہادت کردہ
ہمچو الہام الٰہی پر ز لذت کردہ
نغمہ ہائے آخری کیں قبل ہجرت کردہ
ہر کلامے کردہ از علم و حکمت کردہ
آنچہ در اخبار فاروق از شہادت کردہ
ساکن فردوس چوں مر اہل قربت کردہ
چو حزیناں را خدا خنداں برحمت کردہ
چوں بابیہ ابراہیم احمد را بحضرت کردہ

فقط

مولوی نعمت اللہ خان شہید کابل

(از مولوی محمد سعید صاحب احمدی بی۔ اے مردان)

گرچہ مارا از فراق خویش نالاں کردہ
مایۂ ناز و نیاز بلبل و پروانہ
حسن بے بنیاد باشد عشق بی بنیاد گشت
تازہ گی بدبختی اندر گلستان وفا
ذرہ ہائے خاک زندان را توای نور اہدے
ای جوان مرد و امین و بندۂ صدق و صفا
مرقد عبداللطیف و عبد رحمٰن خوفشاں
گلشن اسلام را تو گل بداماں کردہ
بر زمین از فرط غفلت خیمہ زن قحط وفا
مرحبا ای سرفروش دین احمد مرحبا
الحذر کابل کہ تے کار مسلماں کردہ
ایں چنیں کاری نہ شایاں امان اللہ بود
آسمان را می سزد گر سنگ بارد بر زمیں
نعمت اللہ خان معبر خویش رضوان کردہ
زاہد مغفور را ای ذوالمنن رضوان بدہ
سنہ ۱۳۴۳ھ

بازای فخر وفا شاداں و خنداں کردہ
ملت عشاق را ممنون احساں کردہ
عشق می گوید ہمیں او را تو نازاں کردہ
خون خود را تو مثال ابر فیساں کردہ
رشک بدر کامل و مہر درخشاں کردہ
ای شجاعت پیشہ چوں شیر نیستاں کردہ
تو بہ تربت ہای آں پاک چراغاں کردہ
شوکت عشق حقیقی را نمایاں کردہ
لیک ایں جنس گرامی را تو ارزاں کردہ
تازہ اندر سینۂ ما جوش ایماں کردہ
نے چو افغاں کردہ و نی چو انساں کردہ
ہست اکراہ دین نے کار شاہاں کردہ
تو چوں بر آں پاک انساں سنگ باراں کردہ
جان شیریں را چو بر اسلام قرباں کردہ
خلد اعلیٰ را چو تو جائے شہیداں کردہ

اے ذیل کی نظم مرحوم کی تصنیف کردہ ہے۔ جو بطور یادگار دوبارہ اس نظم کے ساتھ نقل کی جاتی ہے۔ پہلے یہ نظم مرحوم کی زندگی میں طبع ہوئی تھی۔ اب اس مرثیہ کے ساتھ شائع کی جاتی ہے۔ (ایڈیٹر) سے بمعنے عوض۔

انتخاب اخبارات

لنڈن کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ کمال پاشا نے اپنی بیوی لطیفہ خانم کو طلاق دے دیا ہے۔

حیدر آباد کی پولیس نے دو سیدوں کو گرفتار کیا ہے۔ اون کے خلاف ڈیرہ غازیخان سے اغوا کردہ دو لڑکیوں کی فروخت کا الزام ہے۔

پانامہ (امریکہ) کے سکھوں نے گوردوارہ پربندھک کمیٹی کو ۲۷۴۳ روپیہ ارسال کئے ہیں۔

گوردوارہ کیسر صاحب شیخوپورہ پر باامداد صاحب ڈپٹی کمشنر و صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس شیخوپورہ مہنت کا قبضہ ہو گیا۔

لاہور میں جو آدم خور پٹھان پکڑا گیا تھا۔ ڈاکٹری معائنہ پر پاگل ثابت ہونے کی وجہ سے اوسے پاگل خانہ میں بھجدیا گیا ہے۔

انگلستان اور امریکہ کے درمیان جو تار کا جدید سلسلہ شروع ہونے والا ہے۔ اس میں ۲۵۰۰ حروف فی منٹ بھیجے جا سکیں گے۔

جرمنی کے ایک موجد نے مچھلی کی شکل کی ایک موٹر بنائی ہے۔ جو ہوا میں تیز رفتاری سے پرواز کر سکے گی۔

کھیوڑہ کے مقام پر پہاڑ کئی جگہ سے بیٹھ رہا ہے۔ دو لڑکے ایک جگہ غار ہو جانے پر غرق ہو گئے بمشکل تمام ایک بچایا گیا۔ اور دوسرا لاپتہ ہے:۔

انگلستان میں ایک لاثانی موٹر تیار کی جا رہی ہے۔ اس میں ۴۵۰ گھوڑے کی طاقت ہوگی۔ اور ۱۰۰ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چلے گی۔

بصرہ سے بغداد کو ڈاک لاتے ہوئے سخت آندھی کیوجہ سے دو ہوائی جہازوں کے نیچے اترنے کی کوشش میں ایک تباہ ہو گیا۔ ڈرئیور ہلاک ہو گیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

فاروق

قادیان دارالامان مورخہ ۲۰ و ۲۷ اگست سنہ ۱۹۲۵ء

بہاء اللہ کا دعویٰ نبوۃ کا نہ تھا

اہل بہاء اپنے معبود و مسجود بہاء اللہ کے جن اقتباسات کو عوام الناس کو بہلانے کے لئے پیش کر کے اسکا دعوے نبوت ثابت کرنے کی بے سود کوشش کرتے رہتے ہیں۔ وہ حوالہ جات خود اپنی ذات میں ایسے مبہم ہیں۔ جن کو ایک غیر نامور بھی خاص رنگوں میں اپنے اوپر چسپاں کر لیتا ہے۔ لیکن انبیاء و مرسلین کی جو خصوصیات قرآن شریف نے مقرر فرمائی ہیں۔ وہ بہاء اللہ پر چسپاں نہیں ہوتیں۔ ان قرائن کی بناء پر اہل بہاء کا بہاء اللہ کی طرف نبوت کا دعوے منسوب کرنا صحیح نہیں۔ اور اس پر زبردست قرینہ یہ بھی ہے۔ کہ خود بہاء اللہ نے کسی کتاب یا تصنیف میں اس دعوے رسالت کی صراحت نہیں کی۔ وہ ہمیشہ الوہیت کا مدعی رہا ہے۔ لہذا بغیر زبردست منقولی شہادتوں کے نبوت اور الوہیت کے دعوے کو ملا دینا۔ اور پھر اہل بہاء کا لو تقول کی آیت کو لیکر بہاء اللہ کی صداقت کی دلیل پیدا کرنا مدعی سست اور گواہ چست کا معاملہ ہے۔ گو لو تقول کسی رنگ میں بھی بہاء اللہ کی تکذیب یا تصدیق میں پیش نہیں ہو سکتی۔ اور اس کی ایسی مثال ہے۔ کہ آنکھ کی مرض معلوم کرنے کے لئے کان کی تشخیص کرنے کے اوزار استعمال کئے جائیں۔ لیکن پھر بھی ہمارے علم میں ایک زبردست اضافہ ہوگا۔ اگر "کوکب" کا مدیر اپنی علمی جدت سے یہ ثابت کر دے۔ کہ خود بہاء اللہ نے بھی اس آیت کریمہ کو کسی جگہ اپنی صداقت میں بیان کیا ہے۔ کیونکہ اگر بہاء اللہ کا دعوے۔ دعوائے رسالت تھا۔ اور وہ ۲۳ سال تک برابر اس پر قایم رہا۔ تو پھر اہل اسلام کو عموماً اور احمدی جماعت کو خصوصاً۔ قائل کرنے کے واسطے لو تقول سے بہتر اور کوئی دلیل نہ ہوگی۔ اور خود بہائیوں کا اسکو زور و شور سے پیش کرنا بھی بتلاتا ہے۔ کہ یہی زبردست استدلال بہاء اللہ کی صداقت کا ہے۔ تو جب تک خود بہاء اللہ نے ایسی روشن دلیل کو استعمال نہ کیا ہو تو مریدان مے پرانند کی مثال صادق آتی ہے۔ اور ہمارے اس شبہ کو زیادہ تقویت ہوتی ہے۔ کہ بہاء اللہ نے کبھی بھی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔

مسیح محمدی اور آیۃ لو تقول

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس لو تقول کے استدلال سے مخالفوں کو دم بخود کر دیا ہے۔ اور خود آتی تفسیروں اور کتب عقائد سے بتلایا ہے۔ کہ ایک مدعی نبوت کا ۲۳ سال سے زیادہ عمر نبوت پانا اس کی صداقت کی ایک کھلی اور مسکت دلیل ہے۔ اور پھر اس آیت کریمہ پر اتنا زور دیا ہے۔ کہ ہمیشہ ہی اس کو اپنی صداقت میں پیش کرتے رہے ہیں۔ بلکہ اس پر پانصد روپیہ انعام بھی اس آدمی کے لئے مقرر کیا ہے۔ جو کوئی ایسی نظیر لا دے۔ کہ کسی جھوٹے مدعی نے دعوے نبوت کیا ہو۔ اور پھر ۲۳ سال سے زیادہ تک اس کا اعلان کر کے لوگوں کو گمراہ کرتا رہا ہو۔ مگر لو تقول کے مطابق سزایاب نہ ہوا ہو۔ بہر حال اب تو اہل بہاء کی محنت کا اجر بھی مل سکتا ہے۔ اگر وہ محنت شاقہ سے بہاء اللہ کی کتابوں کا مطالعہ کر کے کہیں سے اسکا یہ دعویٰ اور یہ استدلال ثابت کر دیں۔ تو پانصو نقد بھی حاصل کریں۔

بہاء اللہ کو وہ جو کچھ بھی ہے بیدلیل مان لو

قطع نظر اس بات کے بہاء اللہ الوہیت کا مدعی ہے۔ یا نبوۃ کا یہ دیکھنا بھی ضروری اور اشد ضروری ہے۔ کہ خود جناب بہاء اللہ نے اپنے دعوے کو ثابت کرنے کے لئے کیا دلائل پیش کئے ہیں۔ خدا کے فضل سے ہم بھی ایک مدعی نبوت کے ماننے والے ہیں۔ اور قرآن شریف جیسی واضح کتاب ہمارے سامنے کھلی ہے۔ نبوت کے دلائل اس میں بہ تفصیل درج ہیں۔ جن میں سے چند یہ ہیں۔

اظہار علی الغیب ہو۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہمیشہ اس کو نصرت اور کامیابی کی بشارتیں آتی ہوں۔ اور بطور پیشگوئی قبل از وقت بیان کی جاتی ہوں۔ اور پھر ان کے وقوع پر نبی کے کذب و صدق کو پرکھا جا سکتا ہو۔ قبولیت دعا کے بھی ہزاروں نمونے موجود ہوں۔ جو تعلق باللہ و قرب الی اللہ کی نشانی ہے۔ اور دعویٰ نبوت ساتھ ہو وغیرہ وغیرہ۔ مگر بہاء اللہ کی تصانیف میں کہیں دلائل کا ذکر نہیں۔ بلکہ دلائل سے استغنائی باایں دعوے خدائی بہاء اللہ صاحب نے بالفاظ ذیل فرمائی ہے۔ کہ

"مظلوم (بہاء اللہ) اپنے بارہ میں اون دلائل سے کام لینا نہیں چاہتا۔ جو اس کے غیر سے ظاہر ہوئی ہیں۔ کیونکہ وہ سب پر محیط ہے۔ اور جو کچھ اس کے سوا ہے۔ وہ احاطہ میں ہے۔"

چلو فیصلہ ہی ہو گیا۔ کہ ایرانی خدا اپنی صداقت میں کوئی دلیل پیش کرنا کسر شان سمجھتا ہے۔ کیونکہ وہ "آفتاب آمد دلیل آفتاب" والی مثال کا حقیقی طور پر آپ ہی مصداق ہے۔ الغرض نبوۃ کے معیار کسی طرح بھی بہاء اللہ پر صادق نہیں آتے۔

بہائی بیدلیل خدا!

رہا دعویٰ الوہیت اس کے لئے نبوۃ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے بھی زیادہ زبردست شواہدات کی ضرورت ہے۔ عیسائی حضرت مسیحؑ کی طرف اس دعویٰ کو منسوب کرتے ہیں۔ اور اس کی تائید میں۔ ان کا بے باپ ہونا۔ مُردے زندہ کرنا۔ مریضوں اور مادر زاد اندھوں کو اچھا کرنا۔ کوڑھیوں کو تندرست بنا دینا۔ خود مرکر جی اُٹھنا۔ قبر میں سے غائب ہو جانا۔ مریدوں کے سامنے آسمان پر پرواز کر جانا۔ نئی مخلوق پیدا کرنا وغیرہ بائبل سے پیش کرتے ہیں۔ باایں ہمہ دلائل ان کی الوہیت کے مسئلہ کو خود عیسائی ممالک ہی دھکے دے رہے ہیں۔ اور ان دلیلوں کو کافی نہیں سمجھتے۔ مگر اس ایرانی خدا نے تو انکا عشر عشیر بھی پیش نہیں کیا۔ ہاں زبانی جمع خرچ بہت ہے۔ جو اُن حوالوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ جن کو قبل ازیں ہم فاروق میں بارہا نقل کر چکے ہیں مثلاً

(الف) **عصمت کبریٰ**۔ جسکا مطلب یہ ہے کہ۔ دیگر بزرگ اولیاء۔ ابدال۔ قطب۔ انبیاء میں بھی عصمت ہو سکتی ہے۔ مگر وہ محض عصمت ہے جس کے یہ معنے ہیں۔ کہ ایسے لوگ یا تو اپنی کوشش سے غلطیوں سے بچتے ہیں۔ یا خدا تعالیٰ کے فضل کا ہاتھ ان کو گناہ کے ارتکاب سے روکے رکھتا ہے۔ جیسے حضرت یوسفؑ فرماتے ہیں۔ وما ابری نفسی ..... الا ما رحم ربی۔ لیکن بہاءاللہ اپنی طرف خدائی صفت منسوب کرتا ہے۔ کہ اسمیں غلطی کا امکان ناممکن ہے۔ سو یہ دعویٰ مقام نبوت کا نہیں۔ الوہیت کا ہے۔ بہر حال کچھ بھی ہو۔ ہاں تو اس دعوے کی دلیل کی ضرورت ہے اور وہی ندارد ہے۔ عصمت کبریٰ تو چاہتی ہے۔ کہ بہاءاللہ سے کبھی کوئی غلطی سرزد نہ ہو اور نہ ہی کبھی کوئی غلط نتیجہ کسی فعل کا پیدا ہو۔ اور نہ ہی کبھی کسی بے اعتدالی سے بیمار ہو۔ لیکن اسکا شدید ترین بیماریوں میں مبتلا ہونا اور ڈاکٹروں کی مدد سے بمشکل جانبر ہونا اور آخر اُنہیں عوارض کی وجہ سے دُنیا سے کوچ کر جانا بتاتا ہے۔ کہ یہ دعوٰے عصمت کبریٰ محض بڑ ہے۔ اس سے زیادہ نہ اس کی شہادت ہے۔ نہ دلیل۔ بلکہ اس کے برخلاف قرائن موجود ہیں

(ب) بہاءاللہ کہتا ہے۔ کہ "وہ شخص تو ظاہر ہو گیا۔ جس کے علم سے کوئی شئے چھپی ہوئی نہیں ہے۔" کون کہتا ہے۔ کہ یہ دعویٰ نبوت ہے۔ اتنا بڑا دعوٰے ہو۔ مگر دلیل کی بجائے محض لفاظی۔ بڑا زبردست دعویٰ ہے جو کسی نبی سے سرزد نہیں ہوا۔ کیونکہ انبیاء کے لئے تو قرآن مجید اظہار علی الغیب کی شرط پیش کرتا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ خود تو انبیاء کو مطلق غیب کا علم نہیں ہوتا۔ مگر خدا تعالیٰ اپنے فضل سے بعض ضروری امور پر ان کو قبل از وقت اطلاع دیتا ہے۔ لیکن بہاءاللہ اپنی ذات میں اس کا مدعی ہے۔ کہ اس سے کوئی شے پوشیدہ نہیں۔ وہ ہر قسم کے غیب کا جاننے والا ہے۔ میں اس دعوے کی لغویت پر اسوقت کچھ نہیں لکھتا۔ صرف اتنا توجہ دلاتا ہوں۔ کہ انبیاء اور مُرسلین تو اپنے مستعار علی الغیب کے ماتحت ہزاروں پیشگوئیاں کرتے ہیں۔ اور اس کا ثبوت بہم پہنچاتے ہیں۔ مگر یہ نرالی صفت کا مدعی اپنے دعوے کے لئے کچھ بھی پیش نہیں کرتا۔ اور صرف اتنا کہنے پر مطمئن ہے۔ کہ میں خدا ہوں مجھے اپنی صداقت پر دلائل پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔ اگر عالم الغیبی کی جھلک دنیا کو دکھلا دیتا تو ساری دنیا قدموں پر گرتی۔ مگر ڈھول بلند بانگ درباطن ہیچ کے سوا ایسے مدعی اور اس کے دعوٰی کی اور کچھ حیثیت نہیں۔

بہاءاللہ خود شریعت بنانے والا ہے

علاوہ ازیں اسی علم غیب کی بناء پر ہی کتاب الاقدس کا نفاذ ہوا ہے۔

کیونکہ جس کو تمام علم مل گیا ہے۔ اس کے لئے کسی الہام کی ضرورت نہیں۔ وحی اور الہام تو انسانی کمزوری علم کے موید ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کی قدرت کا اظہار۔ لیکن جس میں یہ سب کچھ فی نفسہ موجود ہے وہ تمام آسمانی تائیدات سے مستغنی ہے۔ اسلئے کتاب الاقدس بھی اس کی اپنی ہی نازل کردہ ہے۔ چنانچہ اس کا ثبوت اس حوالہ سے ہوتا ہے۔ جس میں بہاءاللہ لکھتا ہے۔ کہ

"حضرت بشر (علی محمد باب) نے کچھ احکام صادر فرمائے تھے۔ لیکن وہ ہمارے قبول کرنے پر موقوف تھے۔ اس لئے اس مظلوم (بہاءاللہ) نے **ان میں سے بعض کو قائم رکھا جو** کتاب الاقدس میں دوسری عبارت میں نازل ہوئے۔ اور بعض میں توقف کیا۔"

دیکھو اس میں کہیں خدائی حکم یا الہام کے ماتحت منسوخ کرنیکا ذکر نہیں۔ بلکہ محض اپنی مرضی سے کیا ہے جو کچھ کیا ہے۔ کیا یہی نبی کا منصب ہوتا ہے۔ کہ شریعت کے احکام خود ہی ایجاد کرے اور پھر جس حکم کو چاہے اوسے بحال رکھے۔ جس کو چاہے اپنی مرضی سے منسوخ کر دے۔ یہی وہ دعوٰے یفعل ما یشاء کا ہے۔ جو انسان کو متحیر کر دینے والا ہے۔ اور جس کا بہاءاللہ مدعی ہے۔ مگر محض زبانی ہے۔ اور بلا ثبوت۔

بہاءاللہ کے اپنے لئے مجوزہ نام

بہاءاللہ کی خود ساختہ کتابوں کو پڑھو تو اس کی عبارتوں کا رنگ ہی اور نظر آئے گا۔

صفحوں کے صفحے پڑھ جاؤ۔ مبہم طور پر بشریت کا ادعا نکلے تو خیر۔ ورنہ دو دو سطر پر الوہیت کا اظہار ہے۔ اور ایسی نفسانیت میں وہ وہ الفاظ استعمال کرتا ہے۔ جن کو ایک توحید پرست پڑھ سنکر شرما جاتا ہے۔ وہ وہ نام اپنے لئے تجویز

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کئے ہیں۔ جو سوائے خدا کے اور کسی پر چسپان نہیں ہوتے۔ حتّے کہ وہ اپنے لئے انسانی نام ہی تجویز نہیں کرتا۔ قیوم۔ عالم الغیب۔ مخلوق کا آقا۔ مالک۔ یفعل مایشاء کا مدعی۔ طُور پر کلام کرنیوالا۔ حضرت موسٰےؑ کو درخت سے الوہیت کی آواز دینے والا۔ باب کی شریعت کو منسوخ کرنیوالا اور اپنی منشاء کے مطابق احکام جاری کرنیوالا۔ اور ہر حال میں یہ کہنے والا۔ کہ بے شک میں ہی خدا ہوں۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور میں ہی سب کا نگہبان اور قائم رکھنے والا ہوں۔ کیا ایک ہی کتاب میں اتنی دفعہ الوہیّت کا اقرار کرنیوالا نبی کہلا سکتا ہے؟

قرآن شریف کو شروع سے اخیر تک پڑھ جاؤ۔ یہی اثر دماغ پر ہوگا۔ کہ یہ خدا کا کلام ہے اور اس کے ایک بندہ پر نازل ہوا ہے۔ مگر بہاءاللہ کی تصانیف کا مطالعہ کرنیوالے کو الوہیت کا دعوے ہر ہر صفحہ پر صاف صاف نظر آجائیگا۔

ایک شبہ کا ازالہ اگر انبیاء کے کلام میں شاذ کے طور پر ہی کبھی ایسے الفاظ آجائیں۔ کہ جن سے خدا تعالیٰ کا مظہر ہو کر انبیاء کی الوہیت کا شائبہ بھی پایا جائے۔ تو انبیاء اپنی عبودیت اور رسالت کے اظہار میں ہزارہا مختلف طریقوں سے اس وہم کی تردید کرتے ہیں تاکہ کوئی شخص غلطی سے ایسے الفاظ سے دہوکا کھاکر ہلاک نہ ہو جائے۔ کوئی ایسا مقام نہیں جس سے الوہیت کا دعوے نکلے۔ مگر اس کے ساتھ ہی اس کی تردید بلافصل نہ کر دی ہو۔ مگر باوجودیکہ بہاءاللہ کی تحریروں میں اس کثرت سے یہ الفاظ الوہیت پائے جاتے ہیں۔ کہ جن کا شمار نہیں۔ لیکن کہیں اشارۃً بھی بہاءاللہ نے یہ عذرخواہی نہیں کی۔ کہ ان الفاظ سے کسی کو دہوکہ نہ لگے۔ کہ میں الوہیت کا مدعی ہوں۔ یہ میرے اعزازی خطابات ہیں۔ اور میری اصلی پوزیشن رسول اور نبی کی ہے۔ کسی اور منصب کا مدعی نہ ہونا اور کثرت سے مقام الوہیّت کا دعوٰی کرنا صاف طور پر بتلاتا ہے۔ کہ اصل حقیقت کیا ہے۔ میری غرض اسوقت بہاءاللہ کی الوہیت کے ادعا کی تردید کرنا نہیں۔ بلکہ یہ ظاہر کرنا ہے۔ کہ اور کچھ بھی کیوں نہ بنے۔ وہ نبوت اور رسالت کا مدعی نہیں۔ اور اس لئے تو تقوّل کو اس کی تصدیق یا تکذیب میں پیش کرنا جہالت ہے۔

دجاجلہ کے ایک دجل کا ابطال اہل بہاء بہاءاللہ کے کھلے کھلے الفاظ اور عبارات پر جن سے دعوٰی الوہیت صاف ثابت ہوتا ہے۔ پردہ ڈالنے کو۔ عوام کو دہوکہ دینے کے لئے کہتے ہیں۔ کہ جس طرح مسلمان اس بات کے قائل ہیں۔ کہ انبیاء اور اولیاء ایک خاص شان میں ایسے الفاظ استعمال کر لیا کرتے ہیں۔ جن سے الوہیت مترشح ہوتی ہے۔ مگر اصولی طور پر وہ الفاظ ایک کثیر التعداد آیات دعوٰی رسالت کے مقابلہ میں حقیقت پر مبنی نہیں ہُوا کرتے۔ ایسا ہی بہاءاللہ کے یہ الفاظ ہیں۔ جن سے الوہیت نکلتی ہے۔ یہ ایک پُرفریب دجل ہے۔ جس کا ابطال ضروری ہے۔

سو واضح ہو کہ یہ نرا دہوکا اور ملمع سازی ہے۔ کیونکہ بہاءاللہ نے یہ الفاظ صوفیانہ طرز یا خاص شان میں نہیں بولے۔ بلکہ یہ اسکا مستقل دعوٰی ہے۔ جس طرح ایک رسول اپنے منجانب اللہ ہونے کے دلائل دیتا ہے۔ اسی طرح بہاءاللہ نے اپنی الوہیت کے وجوہات بیان کئے ہیں۔ اپنے آپ کو وہ یہوواہ کے لفظ کا مصداق قرار دیتا ہے۔ جو یہودیوں کے لٹریچر میں صرف خدا کے لئے مخصوص ہے۔ انجیل کی ان پیشگوئیوں کو اپنے اوپر چسپان کرتا ہے۔ جو اہل انجیل کے نزدیک الوہیت مسیح کی تائید میں ہیں۔ مگر زیادہ روشن اور صریح وہ عبارتیں ہیں۔ جو قرآن شریف سے اپنی تائید اور صداقت دعوٰی میں اخذ کی گئی ہیں۔ اہل اسلام کا یہ مسلمہ عقیدہ ہے۔ اور ایمان کی جزئیات سے ہے۔ کہ ایک روز جزاء اعمال کا ہوگا۔ جس کو قرآن شریف کی اصطلاح میں قیامت کہتے ہیں۔ اور اس دن خدا تعالیٰ جلال کے تخت پر بیٹھ کر دنیا کے اعمال کی انسانوں کو جزاء سزا دیگا۔ ان تمام آیات قرآنی میں جو قیامت پر دلالت کرتی ہیں۔ خود خدا تعالیٰ کا ذکر ہے۔ لیکن ان تمام علامات اور نشانیوں کو جو قیامت کے دن کے واسطے مقرر ہیں۔ بہاءاللہ اپنے اوپر چسپان کرتا ہے۔ جیسا کہ وہ لکھتا ہے۔ کہ

"اوس دن سب لوگ رب العالمین کے آگے کھڑے ہونگے" "بے شک وہ گھڑی جو آنیوالی تھی آگئی۔ اور کھلی اور یقینی دلیلوں کے ساتھ حق بھی آگیا" "کان پھوڑنے والی آواز بھی آچکی" "قیامت بھی قائم ہوگئی" "قادر قیوم بھی آیتوں کی سلطنت کے ساتھ آموجود ہوا" "بہشت اور دوزخ اور میزان وغیرہ سب ظاہر ہوچکے" "صور بھی پھونکا گیا" "ستارے بھی ٹوٹے" "وہ اپنے نام رحمٰن کے عرش پر بھی جلوہ افروز ہوا" "حشر بھی ہوگیا۔ اور گویا خود خدا (یعنی بہاءاللہ) بھی آگیا" یہ سب قرآنی آیات کے تراجم ہیں۔ جن کا مصداق بہاءاللہ اپنے آپ کو ٹھہراتا ہے۔

پس اپنے دعوٰی کی تائید میں بائبل اور قرآن سے ان آیات کا لینا جو خدا تعالےٰ کے متعلق ہیں۔ ثابت کرتا ہے۔ کہ بہاءاللہ نے الوہیت کے الفاظ کسی خاص صوفیانہ رنگ یا شان میں استعمال نہیں کئے۔ بلکہ یہی اس کا مستقل دعوے ہے۔ جس کی تائید میں وہ الہامی کتب کے قرائن پیش کرتا ہے۔ لہٰذا اُسکو دعوٰی رسالت یا صوفیانہ طرز کلام سے کوئی تعلق نہیں

بہاءاللہ کے مُریدوں کے خیالات بہاءاللہ کی اپنی تحریروں سے اسقدر نقل کرنے کے بعد اب یہ دیکھنا ہے۔ کہ بہاءاللہ کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ماننے والے اس کو کیا حیثیت دیتے ہیں۔ اور اس کے لئے کس قسم کی آیات سے استدلال کرتے ہیں۔ طوالت کے خوف سے میں اس کو نہایت اختصار کے ساتھ عرض کرتا ہوں۔

سید مصطفٰے رومی اپنی کتاب معیار الصحیح میں جو اس نے بہاءاللہ کے تصدیق دعویٰ میں لکھی ہے۔ تحریر کرتا ہے۔ کہ

"یوم یقوم الروح والملائکتہ صفا لا یتکلمون الا من اذن لہ الرحمن وقال صوابا۔

بہائی ترجمہ۔ اسدن جب کھڑا ہوگا۔ روح (اللہ) اور فرشتے صف باندھے ہوئے اکثر لوگوں کو اس روح کے بارے میں تردد ہوا ہے کہ یہ روح کیا ہے۔ جیساکہ اکثر مفسرین نے اس میں اختلاف کیا ہے۔ بعضے تو جبرئیل کو جو روح الامین ہے۔ روح کہتے ہیں۔ بعضے کہتے ہیں۔ کہ ایک دوسری بڑی مخلوق ہے ... .. مگر خدا تعالیٰ خود اس کی مراد اور مفہوم کے رفع شبہ کے لئے سورۃ الفجر ۲۱-۲۲ ویں آیت میں ارشاد فرماتا ہے۔ کلاّ اذا دکت الارض دکاً دکاً وجاء ربک والملک صفاً صفاً ط ہرگز یوں نہیں جب زمین پاش پاش کر دیجاویگی اور آویگا تیرا پروردگار اور فرشتے صف باندھے ہوئے ایک دوسرے کے پیچھے۔ اس سے بخوبی واضح ہوتا ہے۔ کہ روح سے مراد ظہور ربّ ہے" (یعنی بہاءاللہ۔ فاروق) اس کے سوا کوئی دوسری مراد نہیں لی جا سکتی"۔ صفحہ ۲۰

بہاءاللہ اپنی خدائی کی تصدیق کرتا ہے } ایسا ہی ایک واقعہ انگریزی کی کتاب میں جس کا نام ہے "عباس آفندی اس کی سوانح اور تعلیم" کے صفحہ ۱۱۹ پر درج ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ

"ایک دفعہ فارس میں بہاءاللہ کے دو مشہور معتقدوں کے درمیان بحث ہوئی ان میں سے ایک کہتا تھا۔ کہ بہاءاللہ خدا ہے۔ اور اس کے سوا اور کوئی نہیں۔

دوسرا کہتا تھا۔ کہ بہاءاللہ خدا کا مظہر ہے۔ جھگڑا بڑھتے بڑھتے لڑائی کی نوبت تک پہونچ گیا۔ بہاءاللہ نے سنکر دونوں کو اپنے سامنے بلایا۔ ایک کو کہا کہ تم یہ کہتے ہو کہ میں (بہاءاللہ) خدا ہوں۔ اور دوسرا کوئی نہیں۔ یہ تم ٹھیک کہتے ہو۔

دوسرے کو کہا۔ کہ تم جو کہتے ہو کہ میں (بہاءاللہ) خدا کا مظہر ہوں۔ تم بھی ٹھیک کہتے ہو۔

دونوں کی تصدیق کر کے ان سے کہا کہ تم دونوں ٹھیک کہتے ہو۔ لیکن جھگڑا کرنا تمہارے لیئے بُرا ہے۔ دونوں کو برباد کر دیگا۔ جاؤ اور آپس میں بھائی بھائی اور دوست بنکر رہو"۔

اس واقعہ سے یہ امر بالبداہت ثابت ہوتا ہے۔ کہ

(۱) یہ جھگڑا خود بہاءاللہ کے زمانہ میں ہوا۔ اور اس کے سامنے ہوا۔

(۲) ایسے ممتاز مریدوں کے درمیان ہوا۔ جن کی وجہ سے اس بات کا اغلب احتمال تھا۔ کہ مریدوں میں ایک عظیم الشان تفرقہ پیدا ہو جائے

(۳) بہاءاللہ نے ان میں سے کسی کی بھی تردید نہ کی۔ بلکہ دونوں کے خیالات کو تسلیم اور تصدیق کیا۔ البتہ باہمی بحث کرنے سے روکا۔

اب قابل غور امر یہ ہے۔ کہ اگر کسی مدعیٔ رسالت کے سامنے ایسا سوال پیدا ہو۔ اور اس کے ماننے والے اس کو خدا کہنا شروع کر دیں۔ تو کیا وہ اس کو برداشت کر سکتا ہے؟ کہ ان کی تصدیق کرے۔ اور اپنے منصب کو چھوڑ کر ایسی غداری کا مرتکب ہو؟

پس جب ایسے عظیم الشان مریدوں میں یہ باتیں پائی جاتی ہیں۔ اور باقیوں میں سے کوئی بھی ان کی تردید نہیں کرتا۔ نہ خود بہاءاللہ اور نہ کوئی اوسکا دیگر مرید۔ تو اس سے یقیناً ثابت ہوتا ہے۔ کہ وہ خدائی کا مدعی ہے۔ نہ کہ نبوت و رسالت کا دعویدار۔

خلاصہ مضمون } اس سارے مضمون کا خلاصہ دو لفظوں میں یہ ہے کہ لوتقول کی آیت کا وعید مفتری علی اللہ کیواسطے ہے۔ سو اگر ایک مدعی الہام ماموراس سے بچ جائے۔ تو وہ ضرور سچا ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے۔ کہ چونکہ بہاءاللہ کا دعویٰ الوہیت کا ہے۔ رسالت کا نہیں۔ اس لیئے لوتقول کے ساتھ اس کو کوئی تعلق نہیں اور ایسے مدعیوں کے ابطال کیواسطے قرآن شریف کی اور سینکڑوں آیات ہیں۔ جو قرآن شریف نے معبودان باطلہ کی تردید میں پیش کی ہیں۔

مذہبی دُنیا میں انقلاب

مندرجہ ذیل مضمون انجمن احمدیہ شملہ کی ہفتہ وار میٹنگ کے لئے برادر مکرم شیخ عبدالحکیم صاحب احمدی نے تیار کر کے اتوار کے جلسہ میں پڑھ کر سنایا تہا۔ چونکہ مضمون محنت سے لکھا گیا۔ اور مفید معلومات سے پُر ہے۔ اسلیئے ناظرین فاروق کیلیئے نقل کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ شیخصاحب موصوف کو اس سے بہی زیادہ تبلیغ کی توفیق عطا کرے آمین:۔ (ایڈیٹر)

شہزادہ امن کے کارناموں کی ایک جھلک

دُنیا ہمیشہ اور ہر زمانے میں مختلف انقلابوں میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے گذری ہے۔ اور قدیم سے ایک سلسلہ مدّوجزر کا چلا آتا ہے۔ شمس الہدیٰ کی تجلی کبھی طور پر نمودار ہوئی۔ اور کبھی تین اور زیتون کی پہاڑیوں سے نکلی۔ اور کبھی فاران کی چوٹیوں پر جلوہ گر ہوئی۔ چنانچہ اس ہمارے زمانہ میں شمس الہدایت مشرق سے طلوع ہوا۔ اور دارالامان میں اپنا تخت گاہ بناکر سبحٰن الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصٰے الآیۃ کے راز کو دنیا پر ظاہر کیا۔ جیساکہ اس تجلی کی طرف حضورؑ نے اشارہ کیا ہے۔ کہ ؎

از کلمۂ منارۂ شرقی عجیب مدار
چوں خود ز مشرق است تجلی نیرّم

احمدؐ نبی اللہ فی حلل الانبیاء صلوٰۃ اللہ علیہ وعلیٰ آلِ واصحابہ وسلم نے مذہبی سمندر میں ایک طلاطم بپا کردیا۔ مشرق سے لیکر مغرب تک دنیا مادیت میں مستغرق پڑی تھی۔ خداشناسی اور صلاحیت عرصہ ہوا دنیا سے مفقود ہوچکی تھی زینتِ دنیا طرح طرح کی کششوں سے خرمنِ ایمان کو جلاکر بھسم کرچکی تھی۔ متاعِ ایمان لُٹ چکا تھا۔ اور جو کچھ اہل ایمان کفر کے تندسیل سے بچگئے تھے۔ وہ شیطان کے حملوں سے ترساں اس جانور کی مانند جو بستی سے ڈرکر بیابان کی طرف بھاگتا ہے۔ کنج تنہائی میں جاگزیں ہو چکے تھے۔

یکا یک نویدِ مسیحا افق مشرق سے نمودار ہوئی۔ اور مسیح محمدی کا پیغام وصال لائی جب دنیا کی طپش سے ویران دل پھر زندہ ہوئے۔ اور امیدوں بھری نگاہوں سے ابر رحمت کی طرف تکنے لگے۔ سچ ہے ؎

شدتِ گرمی ہی ہے محتاج بارانِ بہار

شہزادۂ امن نے سرزمین پنجاب میں ایک صور پھونکی۔ جس کی آواز چاروں طرف عالم میں پھیل گئی۔ جس کے سنتے ہی ہرکس وناکس اپنے اپنے مذہبی پشتارہ کو اُٹھائے میدانِ مقابلہ میں آپہنچا۔ پہلوانِ اسلام نے دعوت عام کا اعلان براہین احمدیہ کے لباس میں اہل دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اور بزوآزمائی کی دعوت دی۔ یہ وہ زمانہ تھا۔ کہ مذہبی چرچے ازسرِنو ہونے لگے۔ گویا مردہ دلوں میں جان ڈالدی گئی۔

مسیح موعودؑ کی کارنامے

حضرت مسیح الموعودؑ نے میدان مذاہب میں جو جو کارہائے نمایاں کئے۔ میری زبان نہیں۔ کہ انکو بیان کرسکوں۔ لیکن ایک قوم کو یہ اکثر کہتے سُنا جاتا ہے۔ کہ مرزا صاحبؑ نے دنیا میں آن کر کیا کیا۔ اور کونسی نئی بات پیدا کردی۔ کہ ہم اُنہیں مانیں۔ اسکا مختصراً جواب تو یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک نئی زمین اور نیا آسمان پیدا کردیا۔ جسکی آنکھیں ہیں دیکھے۔ اور جس کے کان ہیں سنے۔

آج اس روشنی کے زمانہ میں یعنی ایسے زمانہ میں جس میں حصول علم کی راہیں کھل چکی ہیں۔ دنیا قوم لایعقلون سے پھر بھی خالی نہیں۔ مہدیٔ زمان کی نصرت کو باوجود دیکھنے کے اور جنگ مقدس میں یہی جری اللہ کو دشمنانِ اسلام کو پچھاڑتے مشاہدہ کرنے کے اگر کوئی دیدہ و دانستہ اپنی آنکھیں بند کرتا ہے اور کہتا ہے۔ کہ مجھے تو اس انسان میں کچھ نظر نہیں آتا۔ تو یہ اس کی بینائی کا قصور ہے۔ یا اس کی شومیٔ قسمت اس کی آنکھوں پر پردہ ڈالے ہوئے ہے ؎

ہے قصور اپنا ہی اندھوں کا وگرنہ وہ نور
ایسا چمکا ہے۔ کہ صد نیرِّ بیضا نکلا!

آہ! آج اس سے بڑھ کر روئے زمین پر کوئی ایسا گناہ نہیں۔ کہ ایک نصف النہار تجلی کا انکار کیا جائے۔ وہ پہلوان اسلام جس کے سامنے مخالفین اسلام نے ہتھیار ڈالدیئے۔ جس کی قلم کے آگے تمام قلمیں ٹوٹ گئیں۔ ہاتھ شل ہوگئے۔ اور خوف مقابلہ سے پنڈت وبرہمن پادری اور مولوی اپنے بلوں میں جا گھسے۔ جس کی اسّی سالہ زندگی مذہبی دنیا میں ایک انقلاب پیدا کرگئی۔ آج ابنائے دنیا یہ کہتے ہوئے سنائی دیں۔ کہ مرزا صاحبؑ نے کیا کیا۔ تو یہ نہ صرف تعجب کا مقام ہے۔ بلکہ معترضوں کے آئینہ دل کی کدورت پر دال ہے۔

سو میں اللہ تعالےٰ کے فضل سے بتانا چاہتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے دنیا میں کیا کیا۔ انقلاب پیدا کئے۔ لیکن چونکہ میرے مضمون کے لئے وقت بہت ہی قلیل ہے لہذا آپ اسوقت میں اس عظیم الشان ہستی کے صرف چند کارناموں کی جھلک دیکھ سکتے ہیں۔

وما توفیقی الّا باللہ

(۱) دعویٰ اور دلیل مذہبی کتاب سے پیش کرو

حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت سے پہلے مذہبی جنون اور تعصب اس حد تک پہنچ چکا تھا۔ کہ زبان کی جگہ تلوار نے لے لی تھی۔ اور مذہبی رواداری کا گویا جنازہ نکل چکا تھا۔ آپ نے آکر اس ہوا کا رُخ بدل دیا۔ اور ایک مقدس اور پاک ذات کے تذکرہ کو احسن اور پُرامن طریقہ پر دنیا میں پیش کرکے محبت اور پریم کا بیج بویا۔ اور تبادلہ خیالات کی ایسی طرح ڈالی جو پہلے دنیا سے مفقود ہوچکی تھی۔ اور طالب حق کے لئے راہ کھول دی۔ تا اسے نورِ ہدیٰ کے پانے میں نہ صرف آزادی ہی ہو۔ بلکہ تحقیق کے لئے سہولتیں پیدا ہو جاویں۔ اس کے بعد آپؑ نے علم مناظرہ یا کلام میں ایک ایسا اضافہ فرمایا جو اسوقت سے پہلے کبھی اس طرح دنیا میں پیش نہیں کیا گیا۔ آپ نے کہا ہر شخص جو کسی کتاب کا پابند ہو۔ اور اس کتاب کو ربانی کتاب سمجھتا ہو۔ اس پر فرض ہوگا۔ کہ وہ جو دعویٰ پیشکرے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اُسی کتاب میں سے پیش کرے۔ اور پھر جو دلیل اس دعویٰ کی تائید میں دے۔ وہ بھی اسی کتاب کے حوالہ سے دے۔ اور اپنی وکالت کی اختیارات کو وسیع نہ کرے۔ کہ گویا ایک نیا مذہب بنا رہا ہے۔ کسی فریق کو ہرگز اختیار نہ ہوگا۔ کہ اپنی کتاب سے باہر جائے۔ یا اپنی طرف سے کوئی بات مُنہ پر لائے۔ بلکہ لازم اور ضروری ہوگا۔ کہ جو دعوےٰ کرے۔ وہ دعویٰ اُس الہامی کتاب سے کیا جائے۔ جو الہامی قرار دی گئی ہے۔ اور جو دلیل پیش کرے۔ وہ دلیل بھی اسی کتاب کے حوالہ سے ہو۔ کیونکہ یہ بات بالکل سچی ہے اور کامل کتاب کی شان سے بعید ہے۔ کہ اس کی وکالت اس کے ماننے والوں میں سے کوئی دوسرا کرے اور خود وہ کتاب اُس سے خاموش اور ساکت رہے۔

یہ ایک ایسا کاری اور جدید حربہ تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تمام ادیان کی کتب مقدسہ کو ساکت کر دیا۔ کیونکہ جو جو عقائد آج دنیا میں ادیان باطلہ پیش کر رہے ہیں۔ اور پھیلا رہے ہیں۔ وہ ان کی اپنی اختراع ہے۔ اور انکی کتب ہرگز ان کے ساتھ متفق نہیں پس ایک ہی ضرب سے تمام عقائد باطلہ کا دم زدن میں بطلان ثابت کر دیا۔ اور ہر ایک مدعی انگشت بدندان رہ گیا۔ کیونکہ سوائے قرآن مجید کے صفحہ ہستی پر کوئی کتاب نہ تھی۔ جو اس صحیح کسوٹی پر اُتر سکتی۔ ساتھ ہی آپ نے یہ اصول پیشکر کے تمام بے جا نفسانی جوشوں پر جو عقائد باطلہ کی تائید میں بھڑک رہے تھے۔ پانی ڈالدیا۔ اور یہی وہ عقائد تھے۔ جو بوجہ فطرت انسانی کے خلاف ہونے کے مابین الاقوام بغض و عناد کا موجب بن رہے تھے۔ پس اس طرح وہ ارشاد نبوی کہ مسیح جنگوں کا خاتمہ کر دیگا۔ پورا کر دیا۔

(۳) **غیر مذاہب سے مقابلہ** دوسرا حربہ اور جدید حربہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تمام ادیانِ باطلہ کے عقائد پر وہ چلایا۔ اور ایک ایسا کلہاڑا انکی جڑ پر رکھ دیا۔ کہ تا قیامت پھر نہ اُٹھ سکیں۔ اور ان کو بیخ و بن سے اکھیڑ دیا۔ اور یہ ایسا تبر تھا۔ جس کی کوئی مذہب تاب نہ لا سکا۔ اور یہ ایسا طریق رد تھا۔ جو پہلے دنیا میں کبھی پیش نہیں کیا گیا۔ الا ماشاء اللہ۔

آپنے رائج الوقت موٹے موٹے مذاہب کو یکے بعد دیگرے لیا۔ مثلاً سکھ ازم عیسائیت۔ آریہ مت اور سناتن دہرم وغیرہ

(۱) **سکھ ازم** آپ نے براہین باہرہ اور دلائل قاطعہ سے ثابت کر دیا۔ کہ بانی مذہب حضرت باباگورو نانک علیہ الرحمۃ اہل اسلام میں سے تھے۔ اور فرقہ صوفیاء سے تعلق رکھتے تھے۔ اور الٰہی دین کے ایک پوشیدہ خادم تھے اور ان کے دل میں ایک سچا نور تھا۔ جس کو اُنہوں نے نااہلوں سے چھپا رکھا تھا۔ ان کے دل میں اس بات کا گہرا یقین تھا۔ کہ دنیا میں ایک اسلام ہی وہ مذہب ہے۔ جسمیں خدائے واحد لاشریک کی وہ تعظیم اور ثناء کی جاتی ہے۔ جو اس کے افعال کی عظمت پر نگاہ کر کے اس کے لئے واجب ٹھہرتی ہے اور اسلام میں ہی وہ پاک اور صاف توحید ہے جس پر صحیفۂ قدرت گواہی دے رہا ہے۔ اور خدا تعالیٰ ہی کی ذات قابل ستائش اور مماہد چنانچہ آپ کے اقوال اور افعال سے آپ نے ثابت کیا۔ کہ بابا نانک علیہ الرحمۃ مسلمان تھے۔ مثال کے طور پر فرمایا ؎

اول اللہ نور اُپایا قدرت کے سب بندے
اک نور سے سب جگ اُپجا کون بھلے کون مندے

یعنے خدا تعالیٰ نے ایک نور پیدا کر کے اس نور سے تمام کائنات کو پیدا کیا۔ پس پیدائش کی رو سے تمام ارواح نوری ہیں۔ یعنے نیک و بد کا اعمال سے فرق پیدا ہوتا ہے۔ ورنہ باعتبار خلقت ظلمت محض کوئی بھی پیدا نہیں کیا گیا۔ ہر ایک میں نور کا ذرہ مخفی ہے اس میں باوا صاحب نے آیت اللّٰہ نور السموٰت والارض سے اقتباس کیا ہے۔ اسی لئے اللہ اور نور کا لفظ شعر میں قائم رہنے دیا۔ تا اقتباس پر دلالت کرے۔ اور نیز حدیث اول ما خلق اللّٰہ نوری کی طرف بھی اس شعر میں اشارہ ہے۔ اسی طرح باوا صاحب کا ایک شعر یہ ہے ؎

جنہاں درشن اِت ہے اُنہاں درشن اُت ؛ ؛
جنہاں درشن اِت نا اُنہاں اِت نہ اُت ؛ ؛

یعنے جو لوگ اس جہان میں خدا کا درشن پا لیتے ہیں۔ وہ اس جہان میں بھی پا لیتے ہیں۔ اور جو نہیں پاتے۔ وہ دونوں جہانوں میں اس کے درشن سے بے نصیب رہتے ہیں۔ اور یہ شعر بھی اس آیت قرآنی کا ترجمہ ہے۔

من کان فی ھذہٖ اعمٰی فھو فی الاٰخرۃ اعمٰی

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سکھ ازم کے بانی کو مسلمان ثابت کر کے بتا دیا۔ کہ فی الحقیقت یہ فرقہ ایک اسلام کا جزو ہے۔ لیکن مرور زمانہ نے اس کو اس سے دور پھینک دیا۔ اور یہ قوم اپنے مرشد کی تعلیم کو چھوڑ بیٹھی۔ اب سکھ گو دلائل کے سامنے کھلم کھلا اعتراف اسلام نہ کریں۔ لیکن ان کے دل جانتے ہیں۔ کہ اس کا ان کے پاس کوئی جواب نہیں۔ آپ نے اس مت کی بنیاد کو لیا۔ اور ایسا ہلایا۔ کہ حقیقت آشکارا ہو گئی۔ اور یہ ایسا انکشاف ہے۔ جس کو وہ رد نہیں کر سکتے۔ اور وہ وقت قریب ہے۔ کہ وہ اس کا اعتراف کریں گے۔ اور اپنی حقیقت کی طرف لوٹیں گے۔

(۲) **عیسائیت** اس کے بعد ہم عیسائیت کو لیتے ہیں۔ حضرت مسیح الموعودؑ نے عیسائیت کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیا۔ اور ایک ہی ضرب میں اس کا کام تمام کر دیا۔ کل تک الوہیت مسیح کا راگ الاپنے والے آج عیسائیت کو بے یار و مددگار چھوڑ کر الگ ہو بیٹھے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور ان کے بڑے سے بڑے بشپ اور پادری کو اتنی جرأت نہیں پڑتی کہ مسیح محمدی کے جرار لشکر کے ایک بچہ کے ساتھ ہی مقابلہ کرے۔ تثلیث کا بُت جو ۱۹۰۰ سو سال سے پرستش کیا جا رہا تھا۔ آج سر کے بل اوندھا پڑا ہے۔

آپ نے صرف ایک آیت لیکر مسیح ناصری کی الوہیت کے تمام طلسم کو بکھیر دیا۔ فرمایا۔ اللہ کا پاک کلام آگاہ کرتا ہے ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل وامہ صدیقہ کانا یاکلان الطعام

یعنے مسیح ابن مریم میں اس سے زیادہ کوئی بات نہیں کہ وہ صرف ایک رسول ہے۔ اور اس سے پہلے بھی رسول آتے رہے ہیں۔ اس سے نظام عالم کی طرف توجہ فرمائی کہ پہلے بھی انسانی ہدایت رسولوں سے پوری ہوتی رہی۔ اور یہ مسلمہ فریقین ہے۔ پس اب کیوں ابن اللہ کی ضرورت پیش آئی۔ وامہ صدیقہ یعنے والدہ حضرت مسیحؑ کی راستباز تھی۔ اور اگر حضرت مسیحؑ کو اللہ کا بیٹا قرار دیا جائے۔ تو وہ اپنے تولد میں ایسی والدہ کا محتاج نہیں ہونا چاہیئے۔ جو باتفاق فریقین انسان تھی۔ کیونکہ ہم نظام عالم پر نظر کر کے کھلی کھلی شہادت اس امر کی پاتے ہیں۔ کہ ہر جاندار کی اولاد اس کی نوع کے موافق ہوتی ہے۔ پس وہ انسان تھے۔ وکانا یاکلان الطعام نے بتایا۔ کہ دونوں کھانا کھاتے تھے۔ انسان کیوں کھانا کھاتا ہے۔ اور کیوں اس کا محتاج ہے۔ اسمیں اصل بھید یہی ہے۔ کہ انسان کا بدن ہمیشہ تحلیل ہو رہا ہے۔ تو یہ کسقدر مرتبہ خدائی سے بعید ہوگا۔ کہ اللہ کا جسم بھی ہمیشہ اُڑتا رہے۔ اور کھانے کا مفہوم بالکل اس مفہوم کے منافی ہے۔ جو خدا کی ذات میں مسلم ہے۔ اور یہ بھی ظاہر ہے۔ کہ حضرت مسیحؑ ان حوائج سے بری نہ تھے جو انسان کے لاحق حال ہیں۔ یعنی دُکھ درد وغیرہ۔ تو کیا باوجود اس کے وہ ابن اللہ تھے۔

پھر انجیل سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ان کو غیب کا علم بھی نہ تھا۔ کیونکہ وہ انجیر کے درخت کی طرف پھل کھانے کو گئے۔ جس پر کوئی پھل نہ تھا۔ پھر ان کو خود اقرار ہے۔ کہ قیامت کے متعلق مجھے کچھ خبر نہیں۔ پس اگر وہ خدا ہوتا۔ تو ضرور قیامت کا علم ہوتا۔ پھر خود عیسائیوں کا اقرار ہے۔ کہ مسیح مر بھی گیا۔ پس کیا بدقسمت وہ فرقہ ہے۔ جس کا خدا مر جائے۔ گو وہ کہیں۔ کہ پھر زندہ ہوگیا۔ لیکن ایسے خدا کی زندگی کا کیا اعتبار جو مر بھی سکتا ہے۔

پس عیسائیت کے تین بنیادی ستون الوہیت۔ تثلیث اور کفارہ مسیح ناصری کی وفات سے یکے بعد دیگرے ایسے گرے۔ کہ تاقیامت اب نہیں اُٹھ سکتے۔

مسیح الموعودؑ کے کاموں میں سے ایک کام کسر صلیب تھا۔ سو وہ ایسا ہوا۔ کہ ایک ہی وار میں پورا ہوگیا۔ اور یہ عیسائیت کی سب سے پہلی اور آخری شکست تھی۔ اور اب تاقیامت اس مت کو انشاءاللہ ہرگز ہرگز جرأت نہیں ہوگی۔ کہ کبھی سر اُٹھا سکے۔

آریہ مذہب — حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مت کو بھی جڑ سے لیا۔ اور بتایا۔ کہ ہندوؤں کا یہ فرقہ جس نے وید کی وکالت کا ذمہ اپنے اوپر لیا ہے۔ اور ایک خدا کو منوانے کا مدعی ہے۔ کہاں تک اللہ تعالیٰ کی ہستی کا قائل ہے۔ اور یہی ایک امتیازی مُہتم بالشان مسئلہ ہے۔ جس کی آریہ سماج مدعی ہے۔ اور دوسرے ہنود سے اپنے آپ کو ممتاز سمجھتی ہے۔

آپ نے بتایا۔ کہ جس طرح خدا تعالیٰ اپنے وجود اور ہستی میں کسی خالق کا محتاج نہیں۔ اسی طرح ان کے نزدیک جیو یعنی روح اور پرمانو یعنے ذرات اجسام بھی اپنے وجود اور ہستی سے کسی خالق کی طرف محتاج نہیں۔ بلکہ یہ تمام قوتوں کے ساتھ قدیم اور انادی ہیں۔ اور اپنے اپنے وجود کے آپ ہی خدا ہیں۔ اب ظاہر ہے۔ کہ ایسے عقیدہ سے نہ خدا کی توحید باقی رہتی ہے۔ اور نہ عظمت۔ چونکہ صانع اپنے مصنوعات سے ہی شناخت ہوتا ہے۔ پس جب روحوں اور جسموں کی تمام قوتیں خود بخود ہیں۔ تو پھر خدا کے وجود پر کوئی دلیل نہیں کہ وہ ہی خدا کی قدرت میں ایک خصوصیت موجود ہے

اور جسمانی قوتوں کو پیدا کرنے کی خاصیت ہے۔ پس اگر وہ طاقتیں خود بخود ہیں۔ تو پھر خدا کچھ بھی نہیں۔ اگر ذرات عالم میں یہ طاقتیں نہ ہوتیں۔ تو خدائی بیکار تھی۔ پس کوئی ذی شعور انسان ایسے خدا کو ہرگز ماننے کے لئے تیار نہیں ہو سکتا جس میں نہ کوئی حسن ہے اور نہ احسان و خوبی۔

پھر اگر ان کا پرمیشور نہ ارواح کا خالق ہے۔ نہ ذراتِ اجسام کا۔ تو ظاہر ہے۔ کہ اس کی قدرت صرف اسی حد تک محدود ہے۔ کہ وہ باہم جسم اور روح کو جوڑتا ہے۔ اور انکے خواص اور عجیب و غریب گُن اور سبھاؤ بقول آریہ انادی اور خود بخود ہیں۔ اور پرمیشور کا اس میں دخل نہیں۔ تو یہ بات ظاہر ہے۔ کہ کوئی چیز اپنی قوتوں سے الگ نہیں رہ سکتی۔ اب جبکہ سب خاصیتیں اور قوتیں اور طرح طرح کی طاقتیں ارواح اور ذراتِ اجسام میں قدیم اور انادی ہیں۔ جیساکہ خود ارواح اور ذرات اجسام قدیم اور انادی ہیں۔ تو اس صورت میں ماننا پڑا۔ کہ پرمیشور ایک معمولی نجار یا کمہار سے زیادہ کچھ نہیں۔ پس ایسے خدا کو کون مان سکتا ہے۔

پس یہ ایسا حربہ تھا جس نے سماج پر کاری چوٹ لگائی۔ اور انہیں بتا دیا۔ کہ وہ ایک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایسے خدا کو منواتی ہے۔ جو بالکل بے ہمتا اور کمزور ہے۔ اور کسی کا کچھ سنوار نہیں سکتا۔ اور نہ کچھ بگاڑ سکتا ہے۔ یہ کوئی وجود نہیں۔ بلکہ ایک خیالی بُت ہے۔

سناتن دھرم یہ ایک ہندوؤں کا سب سے پرانا فرقہ ہے۔ جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہوتا ہے۔ حضرت مسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جس طریقہ سے اس فرقہ کا ردّ کیا ہے۔ وہ بھی سکھ ازم کی طرح ایک بالکل جدید پیرایہ یہ ہے۔ اور جہاں تک مجھے علم ہے۔ ایسا لطیف ردّ پہلے کبھی نہیں ہوا۔ اور پھر میں دیکھتا ہوں۔ کہ اس پیرایہ میں میں نے کسی مُبلّغ کو ردّ کرتے نہیں سُنا۔

آپ نے بتایا۔ کہ یہ تمام عناصر جن کی تم پرستش کرتے ہو۔ یہ دراصل مظاہرِ الٰہی ہیں۔ اور ابتدائی دنیا کی ابتدائی مخلوق کو حقیقت حال سے آگاہ کرنے کے لئے بطور تمثیلات تھیں۔ لیکن بعد میں آنیوالوں نے بوجہ بُعد زمانہ ان کو حقیقی رب النوع قرار دیکر پرستش شروع کردی۔ اور حقیقت الامر سے دور جا پڑے۔

وید کے چار دیوتا (۱) اکاش یعنی آسمان جس کو اندر دیوتا بولتے ہیں۔ (۲) سورج (۳) چاند (۴) دھرتی۔

یہ چاروں نام بطور استعارہ ویدوں میں استعمال ہوئے۔ اکاش یعنے آسمان جس کو اندر دیوتا بولتے ہیں۔ وہ پانی کا دیوتا ہے جس سے ہر ایک چیز زندہ ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف نے فرمایا۔ وجعلنا من الماء کل شیئٍ حی۔ اسلئے یہ مجازی دیوتا جس کو اکاش کہنا چاہیئے۔ ربوبیت عامہ کا دیوتا ہے اس کے بعد سورج دیوتا ہے۔ جو رحمانیت کا مظہر ہے۔ اس کی ربوبیت چاند سے زیادہ اور اکاش سے یعنی اندر دیوتا سے کم ہے۔ وہ کام جو اس کے ساتھ خصوصیت رکھتا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ وہ بغیر موجودگی عمل کے درختوں پر اپنی کرپا ظاہر کرتا ہے۔ کیونکہ درخت ننگ دھڑنگ کھڑے ہوتے ہیں۔ اور خزاں کے مارے ہوتے ہیں۔ گویا مُردے زمین میں گاڑے گئے۔ اور تہی دست فقیروں کیطرح ایک پاؤں پر کھڑے ہوتے ہیں۔ پس سورج دیوتا بہار کے موسم میں۔ موج میں آکر انکو لباس پہناتا ہے۔ اور ان کا دامن پھولوں اور پھلوں سے بھر دیتا ہے۔ اور سبز پتیوں کا ریشمی قبا ان کو پہنا دیتا ہے۔ اور پھلوں کی دولت سے انکو مالا مال کر دیتا ہے اور ایک شاندار نوشہ بنا دیتا ہے۔ اور یہ اس کی رحمانیت ہے۔ ورنہ انہیں کیا شک تھا کہ وہ پہلے ننگے اور فقیر تھے۔ پس سورج دیوتا کی کرپا اور مہربانی سے انکو ایسا بنا دیا۔

پھر سورج کے بعد وید کا تیسرا دیوتا چاند ہے۔ کہ وہ کمزوروں کے عملوں کو دیکھ کر اپنی مدد سے ان کے اعمال انجام تک پہنچاتا ہے۔ یعنے بہار کے موسم میں درخت پھل تو پیدا کر لیتے ہیں۔ لیکن اگر چاند نہ ہوتا تو ان کا عمل ناقص رہتا۔ اور پھلوں میں تازگی اور فربہی اور طراوت ہرگز نہ آتی سو مجازی طور پر وید اسکو رحیم قرار دیتا ہے۔

پھر اس کے بعد وید کا چوتھا دیوتا ہے۔ یعنے دھرتی دیوتا جس نے مسافروں کے لئے اپنی پشت کو بہت وسیع کر رکھا ہے۔ ہر ایک پھل جو درخت پر ایک مسافر کی مانند ہوتا ہے اس کی آخری جائے قرار یہ دھرتی ہی ہے۔ اور ہر ایک چیز کی مستقل سکونت یہی زمین ہے اب یہ اسکا اختیار ہے۔ کہ اسکو عزت کی جگہ بٹھائے۔ یا ذلت کے مقام میں پھینکدے پس اس کا نام مالک یوم الدین ہے۔ پس خدا نے چاہا۔ کہ اپنی صفات کو مجازی مظاہر میں بھی ظاہر کرے۔ تا طالبِ حق مثالوں کو پا کر اس کے دقیق در دقیق صفات پر اطمینان پکڑ سکے۔

پس یہ چار مجازی دیوتے جو وید میں مذکور ہیں۔ فی الحقیقت چار مجازی صفات اپنے اندر رکھتے ہیں۔ چنانچہ اکاش مجازی طور پر ربوبیت کبریٰ کی صفت اپنے اندر رکھتا ہے اور سورج رحمانیت کی صفت سے موصوف ہے۔ اور چاند رحیمیت کی وصف سے حصہ دیا گیا ہے۔ اور زمین مالک یوم الدین کی صفت سے بہرہ یاب ہے۔ اور یہ چاروں صفات مشہود اور محسوس ہیں۔ اور انہی امور کی وجہ سے موٹی عقل والوں نے درحقیقت ان کو دیوتے قرار دیا ہے۔ اور ان کو رب النوع اور قابل پرستش سمجھا ہے۔

ملکہ بلقیس کی مثال میں انکو آپ یہ ایک مثال سے مزید واضح کرنا چاہتا ہوں۔

قرآن کریم میں ایک ملکہ کا ذکر لکھا ہے جو آفتاب پرست تھی۔ اس کا نام بلقیس تھا۔ وہ اپنے ملک کی بادشاہ تھی۔ اسوقت کے نبی نے اس کو دھمکی دے بھیجی۔ کہ تجھے ہمارے پاس حاضر ہونا چاہیئے۔ ورنہ ہمارا لشکر تیرے ملک پر چڑھائی کرے گا۔ پس وہ ڈر گئی۔ اور اس نبی کے پاس حاضر ہونے کے لئے اپنے شہر سے روانہ ہوئی۔ اور قبل اس کے کہ وہ حاضر ہو۔ اس کو متنبہ کرنے کے لئے اس نبی نے ایک ایسا محل تیار کروایا۔ جس پر نہایت مصفا شیشہ کا فرش تھا۔ جس کے نیچے ایک خندق تھی۔ جس میں پانی نہایت زور سے چلتا تھا۔ اور اس میں مچھلیاں تھیں۔ جب وہ اس جگہ پہنچی تو اس کو حکم دیا گیا۔ کہ محل کے اندر آ جائے تب اس نے نزدیک جا کر دیکھا۔ کہ پانی زور سے بہ رہا ہے۔ اور اس میں مچھلیاں ہیں۔ اس نظارے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کا اس پر یہ اثر ہوا۔ کہ اس نے اپنی پنڈلیوں پر سے کپڑا اُٹھالیا۔ کہ ایسا نہ ہو کہ وہ پانی سے تر ہو جائے۔ تب اس نبی نے اس ملکہ کو جس کا نام بلقیس تھا۔ آواز دی۔ کہ اے بلقیس تو کس غلطی میں گرفتار ہو گئی۔ یہ تو پانی نہیں جس سے ڈر کر تو نے پاجامہ اوپر اُٹھالیا۔ یہ تو شیشہ کا فرش ہے۔ اور پانی اس کے نیچے ہے۔ اس مقام پر قرآن شریف میں یہ آیت ہے۔ قال صرح ممرد من قواریر۔ یعنے اس نبی نے کہا۔ اے بلقیس تو کیوں دھوکہ کھاتی ہے۔ یہ تو شیش محل کے شیشے ہیں۔ جو اوپر کی سطح پر بطور فرش کے لگے ہوئے ہیں۔ اور پانی جو زور سے بہ رہا ہے وہ تو ان شیشوں کے نیچے ہے۔ نہ کہ یہ خود پانی ہیں۔ تب وہ سمجھ گئی۔ کہ مجھے میری غلطی پر ہوشیار کیا گیا ہے۔ اور میں نے فی الحقیقت جہالت کی راہ اختیار کر رکھی تھی۔ جو سورج کی پوجا کرتی تھی۔ اور اس نبی کا مقصد یہ تھا کہ دنیا ایک شیش محل ہے اور سورج چاند ستارے عناصر وغیرہ جو کام کر رہے ہیں۔ در اصل ان کے کام نہیں یہ بطور شیشوں کے ہیں۔ بلکہ ان کے نیچے ایک طاقت مخفی ہے۔ جو خدا ہے۔

اس طرح حضرت مسیح موعودؑ نے انہیں بتایا۔ کہ تم عناصر پرستی میں ایک سخت غلطی خوردہ ہو۔ اور حقیقی معبود جو تمہارا اور ان کا خالق ہے ان کے پیچھے مخفی ہے۔ یہ ایک ایسا لطیف رد تھا۔ جس سے ہر طالب حق بخوبی حقیقت پر آگاہ ہو سکتا ہے۔ کہ وہ حقیقت سے کسقدر دور ہیں۔ کہ بجائے وحدہٗ لاشریک خدا کے وہ اس کے مظاہر کو غلطی سے خدا سمجھ بیٹھے ہیں۔

۴ عصمت انبیاء { انبیاء سے الزام دور کرنا } آپ نے اس زمانہ میں تمام انبیاء کے وجود کو ان الزاموں سے پاک کر دیا۔ جو مخالفین نے یا عقل کے نادان دوستوں نے ان پر لگائے۔ اور جری اللہ فی حلل الانبیاء کے کاموں میں سے یہ بھی ایک کام تھا جیسا کہ الہاماً فرمایا گیا ؎

چو دورِ خسروی آغاز کردند
مسلماں را مسلماں باز کردند

مقام اوبیں از راہِ تحقیر
بدورانش رسولاں ناز کردند

بوجہ وقت کی تنگی کے میں عصمت انبیاء کی تفصیل کو چھوڑتے ہوئے اپنے مضمون کو ختم کرتا ہوں اور ایک دفعہ پھر یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مذہبی دنیا میں ایک ایسا انقلاب پیدا کر دیا ہے۔ جو صرف انبیاء کی شان ہوا کرتی ہے۔ اور اندھے ہیں وہ جو کہتے ہیں۔ کہ مرزا صاحبؑ نے دنیا میں آ کر کیا کیا۔ اس لئے سوائے اس کے ہم لوگوں کو کیا کہہ سکتے ہیں۔ کہ ؎

بیا در بزمِ مستاں تا ببینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

آریوں کی اُلٹی سمجھ

(از حافظ جمال احمدؐ صاحب مبلغ قادیان)

ناظرین کرام کو اس امر سے تعجب ہوگا۔ کہ آریہ صاحبان میں ایک ایسی خصوصیت ہے۔ کہ دنیا بھر کے عقلمندوں میں بھی آپکو وہ خصوصیت نظر نہ آئے گی۔ وہ خصوصیت یہ ہے۔ کہ جس کام اور جس فعل کو دنیا بھر کے عقلمند عیب اور نقص قرار دیں آریہ صاحبان کے نزدیک وہ عیب اور نقص نہیں ہوتا۔ بلکہ اعلیٰ درجے کی خوبی اور بے نظیر کمال ہوتا ہے۔

نیک بخت بیوی اور عالی حوصلہ شوہر { مثال کے طور پر میں } دو مثالیں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ ایک مرد جو اپنے سہر دیکھی پرتا عزت کے خاندان کی بیوی کو یہ کہے۔ کہ اے نیک بخت عورت اولاد کی خواہش رکھنے والی میں تو بہتیرا اسرار چکا ہوں۔ بچہ تو درکنار ایک چوہا تک پیدا نہیں ہوتا۔ تو اب میرے سوا کوئی اور آدمی تلاش کر کے اس سے اولاد حاصل کر۔ اگر اس سے کامیابی نہ ہو۔ تو پھر کسی اور کو تلاش کرنا۔ علیٰ ہذا القیاس دس آدمیوں تک سے اولاد لے لینا اور بس نہ کرنا جب تک کہ ایک درجن کے قریب بچے نہ پیدا ہو جائیں۔

ساری دنیا کے عقلمند اور شرفاء تو ایسے مرد کو دیوث کے نام سے موسوم کریں گے لیکن آریہ صاحبان کہتے ہیں۔ کہ نہیں وہ دیوث نہیں۔ بلکہ وہ **بڑا عالی حوصلہ شوہر ہے۔** اسی طرح ایک عورت جو اپنے خاوند کی موجودگی میں ایک نہیں دو نہیں دس آدمیوں سے تعلق پیدا کر کے اپنی عصمت کو برباد اور اپنے معزز خاندان کا نام ڈبوتی ہے۔ دنیا بھر کے عقلمند تو اس کو یہ کہیں گے۔ کہ یہ بڑی بدبخت عورت ہے۔ جس نے اپنی اور اپنے معزز خاندان کی عزت برباد کر دی۔ لیکن آریہ صاحبان کہتے ہیں۔ کہ نہیں وہ بڑی **نیک بخت عورت ہے** جس کو اس آزادی سے ایسا موقعہ میسر آگیا۔ تصدیق کے لئے دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۵۲ و ۱۶۳۔

خودکشی کرنا قدرت ہے { اسی طرح دنیا بھر کے عقلمند تو قدرت کا } لفظ اس فعل پر بولتے ہیں جس سے خوبی اور کمال ظاہر ہوتا ہو۔ لیکن آریہ صاحبان کے نزدیک قدرت کا لفظ اس فعل پر بھی بولا جاتا ہے۔ جس سے کہ فعل کرنیوالے کی ذات یا پاکیزہ صفات میں نقص ظاہر ہو۔ مثلاً کوئی شخص نجاست کھالے۔ تو آریہ صاحبان کہینگے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اوسنے بڑی قدرت کا کام کیا۔ گو ساری دنیا اس کی مذمت کرے۔ اگر کوئی خودکشی کرے۔ تو آریہ صاحبان کہینگے۔ کہ اس نے اپنی قدرت اور طاقت کا کمال دکھایا ہے۔ گو ساری دنیا اس کو بے وقوف اور بزدل قرار دے کیونکہ خودکشی کرنیوالا مصائب کے مقابلہ میں اپنی ہمت ہار دیتا اور بزدلی دکھاتا ہے۔ چنانچہ آئے دن آریہ صاحبان اپنی عقلمندی کا ثبوت دیتے ہوئے ہمسے یہ سوال کیا کرتے ہیں۔ کہ "اگر خدا قادر مطلق ہے۔ تو کیا وہ خودکشی کرسکتا ہے۔ کیا وہ اپنا کوئی شریک پیدا کرسکتا ہے" جس کے دوسرے معنے یہ ہیں۔ کہ کیا وہ اپنی پاکیزہ صفت وحدانیت کو مٹا سکتا ہے انکے نزدیک خودکشی کرنا اور اپنی پاکیزہ صفات کو برباد کرنا بڑی قدرت کا کام ہے۔ گو دنیا کے عقلمند اس کو حماقت اور بے وقوفی قرار دیں۔ آریہ صاحبان کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ اسلام کا خدا تمام ناپاک صفات سے پاک ہے۔ اور اسلام ہم کو خدا تعالیٰ کی تسبیح اور تحمید کی تعلیم دیتا ہے۔ جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ کو تمام مذموم صفات سے منزہ اور تمام اعلیٰ صفات سے متصف قرار دو۔ وللہ الاسماء الحسنےٰ فادعوہ بہا۔ پس چونکہ قدرت کا لفظ ہمیشہ ایسے افعال پر بولا جاتا ہے۔ جن سے خوبی اور کمال ظاہر ہوتا ہے۔ اسلئے قادر مطلق کے یہ معنے ہیں۔ کہ کوئی بھی خوبی کا کام اس کی قدرت سے باہر نہیں۔ اور جو خوبی نہیں۔ اس کو کوئی عقلمند قدرت کے نام سے موسوم نہیں کرسکتا۔ پس کوئی خوبی کی بات پیش کرکے آریہ صاحبان اہل اسلام پر اعتراض کریں۔ کہ فلاں فعل اپنے اندر خوبی اور کمال رکھتا ہے۔ مگر اہل اسلام کے نزدیک خدا تعالیٰ اس فعل کے کرنے کی قدرت نہیں رکھتا۔ جیساکہ ہم ان پر اعتراض کرتے ہیں۔ کہ عدم سے وجود میں لانا۔ روح اور مادہ کو پیدا کرنا۔ بہت بڑی قدرت اور خوبی کی بات ہے۔ مگر آریہ صاحبان کے نزدیک خدا تعالےٰ اس خوبی سے قطعی محروم ہے۔ حالانکہ ان کا بھی دعوےٰ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ بے انتہا طاقتوں والا ہے۔ (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۳۶)

آریہ اور عیسائی

(از پادری مسیح دیال صاحب عیسائی مشنری ویپری مدراس)

آریہ سماجی۔ انکے لیڈر اور اخبارات زیادہ تر اہل اسلام کی طرف متوجہ تھے۔ لیکن اب عیسائی مذہب اور عیسائی گورنمنٹ اور سناتن دہرمیوں کے برخلاف گندہ دہانی سے کام لیا جارہا ہے۔ کلچرڈ آریوں کی تحریر و تقریر تو دائرہ تہذیب اور درجۂ شرافت سے گری ہوئی ہوتی ہے۔ حالانکہ گالیوں سے کوئی مذہب فروغ نہیں پا سکتا۔ دشنام دہی کرنا ہرگز عروج کا ذریعہ نہیں۔ بلکہ مٹانے والی اور فنا کرنے والی چیز ہے۔ اسلام اور عیسائیت کو انڈرکی محبوب گئو ماتا کی سرزمین ہند سے خارج کرنے کے منصوبے۔ تدابیر۔ سنگٹھن۔ خود چاہ کن را چاہ درپیش کے مطابق ان کے لئے ہی پھانسی اور خودکشی کا موجب بن جائیں گے۔ اگر آج عیسائی گورنمنٹ کا دست شفقت گئو ماتا کے پجاریوں کے سر سے اُٹھ جائے۔ تو پھر آریوں کے قدیم بھائی۔ ایرانی۔ تورانی انکے قدیم وطن سنٹرل ایشیا کے بردہ فروشی کے مسلخ میں بھیجا کرتے اور دال، بھات پوری کچوری کھانے پہنچا دینگے۔ اسلئے محسن کشی اور احسان فراموشی چھوڑکر شرافت اور تہذیب سے تحریر و تقریر کرنا آریہ سماج کو سیکھنا چاہیئے۔

مسیحی صاحبان سے ایکہزار ایک سوال

حل طلب

سوال نمبر ۶۷

یسوع سے جب پوچھا گیا۔ کہ اگر آپ مسیح ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ تو ضرور ہے۔ کہ مسیح سے پہلے الیاس آوے۔ (جو زندہ آسمان پر چلا گیا تھا۔ ۲ سلاطین باب ۲) فرمایئے وہ الیاس کہاں ہے۔ تو یسوع نے جواب دیا۔ کہ یوحنا بپتسمہ دینے والا جو جنگل میں وعظ کرتا تھا۔ یہی الیاس ہے۔ لیکن جب یوحنا سے پوچھا گیا۔ کہ کیا تو الیاس ہے تو اس نے صاف انکار کیا۔ کہ میں الیاس نہیں ہوں۔ اب عیسائی صاحبان مطلع فرماویں۔ کہ ان دو میں سے کس کی بات کو سچا مانا جائے۔ آیا یسوع کا فرمانا درست ہے۔ یا خود یوحنا کا فرمانا درست ہے۔ واضح کرکے مشکور فرماویں۔ حوالہ کے واسطے ملاحظہ ہو انجیل متی باب ۱۱ آیت ۱۴ اور یوحنا باب ۱ آیت ۲۱:۔

سوال نمبر ۶۸

یسوع نے اپنے حواریوں کو یقین دلایا تھا۔ کہ اس کی دوبارہ آمد اور بنی اسرائیل کے واسطے آسمانی بادشاہت کا قائم کرنا اسی زمانہ کے لوگوں کی زندگی میں ہوگا۔ جو یسوع کے زمانہ میں تھے۔ دیکھو متی باب ۲۴ آیت ۳۴۔ لیکن ظاہر ہے۔ کہ وہ لوگ مر کھپ گئے۔ اور ان کے مرنے کے بعد بھی اُنیس سو سال کے قریب گذر گئے۔ لیکن اب تک نہ دوبارہ یسوع آیا۔ اور نہ یہودیوں کی سلطنت قائم ہوئی۔ کیا سبب ہے۔ کہ یسوع کی یہ بات بالکل غلط ہوئی۔ مطلع کرکے مشکور فرماویں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سوال نمبر ۶۹

کتب تواریخ کلیسیائے سے جو خود عیسائی صاحبان کی تصنیف ہیں۔ یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ مسائل تثلیث و کفارہ ۳۲۵ سنہ عیسوی میں نائی سین کونسل نے قائم کئے تھے جس میں بہت سے بشپ صاحبان جمع تھے۔ اگر یہ مسائل ابتداءً مسیح اور اس کے حواریوں کے ایمان میں داخل ہوتے۔ اور انہوں نے یہ تعلیم دی ہوتی۔ تو پھر سوا تین سو سال کے بعد بشپوں کو جمع ہونے اور اس عقائد نامہ کو تصنیف کرنے کی کیوں ضرورت پیش آتی۔ مطلع کر کے مشکور فرمادیں۔

سوال نمبر ۷۰

مشہور مؤرخ موشیم کی کتاب کی جلد ایک باب ۵ میں لکھا ہے۔

"مسیحی کلیسیار کو ابھی پورے طور سے تسلیم بھی نہیں کیا گیا تھا۔ اور وہ قائم بھی نہ ہوئی تھی۔ کہ کئی لوگ کلیسیاء کے اندر ایسے پیدا ہو گئے۔ جنہوں نے یسوع اور اُس کے حواریوں کی تعلیم کی سادگی اور مذہب کی صفائی پر صبر نہ کر کے دین عیسوی کے واسطے نئی باتیں اختراع کیں۔ جن کی بنیاد کتب مقدسہ پر نہ تھی۔ بلکہ انسانی افترا پردازیوں پر تھی۔ انہوں نے بہت سے کذب و بہتان عیسائی عقائد میں داخل کر دیئے۔" مطلع کر کے مشکور فرماویں۔ کہ وہ کذب و بہتان اب حق اور حقیقت سے کیونکر الگ کئے جا سکتے ہیں۔

سوال نمبر ۷۱

اس وقت ہمارے سامنے اردو کی دو انجیلیں ہیں۔ ایک سنہ ۱۸۹۲ء کی چھپی ہوئی ہے۔ جو لدھیانہ مشن پریس میں چھپی تھی۔ اور دوسری سنہ ۱۹۰۸ء میں الہ آباد مشن پریس میں چھپی ہے۔ ہر دو ایڈیشن عیسائیوں نے چھپوائے۔ اور عیسائیوں نے ہی اس ملک میں شائع کئے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے۔ کہ عیسائیوں کے بزرگوں پادری صاحبان نے ان کو چھاپ کر شائع کیا۔ لیکن ہر دو میں ۱۶ سال کے عرصہ میں اسقدر فرق ہو گیا ہے۔ کہ بعض جگہ آیت کی آیت ہی غائب ہے۔ اور بعض جگہ پہلی آیت کی عبارت تبدیل کر دی گئی ہے۔

بیان کیا جاتا ہے۔ کہ بعض پرانے نسخوں کے مطابق یہ تبدیلیاں کی گئی ہیں۔ ہم یہ نہیں کہتے۔ کہ پادری صاحبان نے خود یہ تبدیلیاں کیں۔ بلکہ اصل بات یہ ہے۔ کہ انجیلوں کے پرانے نسخے بہت سے ہیں۔ اور ان میں آپس میں بہت سے اختلافات ہیں۔ پادری صاحبان وقتی ضرورت کے مطابق اور غیر مذاہب کے اعتراضات سے بچنے کے واسطے ہر زمانہ میں مختلف نسخوں سے حسب ضرورت مختلف آیات لے لیتے ہیں۔ کبھی یہ اور کبھی وہ۔ مگر اب سوال یہ ہے کہ الہامی کتاب کا کلام متضاد نہیں ہو سکتا۔ جب پہلے الہام انجیل خدا کی طرف سے نازل ہوا۔ اور مثلاً متی رسول نے لکھا۔ جیسا کہ عیسائی صاحبان کا قول ہے۔ تو متی نے دو مختلف نسخے نہیں لکھے۔ بلکہ ایک ہی نسخہ لکھا۔ ضرور ہے۔ کہ بعد میں کسی نے متی کی تحریر میں خلط ملط کیا۔ کچھ بڑھایا۔ یا کچھ گھٹایا۔ اور نکالا۔ اور اس سبب سے بہت سے نسخے ہمارے سامنے جمع ہو گئے۔ جنہوں نے انجیل کے کلام کو مشکوک کر دیا۔ اب ایمان جیسی عظیم الشان شئے کی بنیاد ایسے مشکوک اور مشتبہ کلام پر کیونکر رکھی جا سکتی ہے۔ اسواسطے ضروری ہوا۔ کہ انجیل کے بعد جو الہامی کلام حسب پیشگوئی نازل ہوا۔ اور جس میں کوئی شک و شبہ نہیں یعنے قرآن شریف کی پاک وحی اس پر اپنے ایمان اور دین کی بنیاد رکھی جائے۔

اب ہم اردو انجیل میں اسی زمانہ میں جو تحریف کی گئی ہے۔ اسکا نمونہ پیش کر کے عیسائی صاحبان سے دریافت کرتے ہیں۔ کہ انجیل کے ان مختلف نسخوں میں سے کس کو مانا جائے۔ اور کس کو ترک کر دیا جائے۔ اور کن وجوہات کے ساتھ ایسا کیا جائے۔ مطلع کر کے مشکور فرمادیں۔

(باقی دارد)

وصیت نمبر ۲۲۷۸

میں سید پیر احمد ولد حاجی احمد ساکن ہوشیارپور کا ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

(۱) میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

(۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دیجاویگی۔

(۳) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے

۱ مرلہ زمین واقعہ قادیان شریف قیمتی ما/صر روپیہ۔ مال تجارت از قسم ادویات وغیرہ ما/صمعہ روپیہ۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہے۔ اگر میرے مرنے سے پہلے میرے مولیٰ نے اور مال عطا فرمایا۔ تو اسکا بھی ۱/۱۰ حصہ میرے ذمہ ہوگا۔ ۵ ۱/۲۵

العبد

سید پیر احمد متصل مسجد سنہری ہوشیارپوری بقلم خود۔

گواہ شد

ڈاکٹر قاضی لعل الدین پنشنر

گواہ شد۔ نیاز الدین احمدی پوسٹل کلرک۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصیت نمبر ۲۲۷۹

میں مسماۃ مولی زوجہ غلام نبی خان راجپوت ساکن بنگہ تحصیل نواں شہر۔ ضلع جالندھر کی ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری جائداد اس وقت لونگ طلائی ۷ ماشہ۔ کچکول طلائی ۱۰ ماشہ۔ ریل طلائی ۱/۲ تولہ۔ ڈنڈی طلائی ۷ ماشہ۔ توڑے نقرئی عہ نقد یکصد روپیہ۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ میرے مرنے کے وقت کوئی اور جائداد ثابت ہو۔ اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ۱۴ ۲/۲۵

العبد

نشان انگوٹھا مسماۃ مولی۔

گواہ شد

رحمت اللہ باغلوالہ ساکن بنگہ

گواہ شد

غلام نبی خان ولد صوبے خان [illegible]

وصیت نمبر ۲۲۸۱

میں صغرا بنت بابو محمد علی خان صاحب زوجہ عبدالکریم خان صاحب افغان ساکن شاہ جہان پور کی ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

(۱) میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے تیسرے حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

(۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کروں۔ تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جاویگی۔

(۳) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔

مہر مبلغ تین سو روپیہ۔ زیور ۶۰ روپیہ۔ برتن ۵ روپیہ۔

۲۵ ۳/۲۵

العبد

بقلم خود صغرا اہلیہ حاجی عبدالکریم

گواہ شد

نیاز محمد احمدی انسپکٹر پولیس کراچی

گواہ شد

عاجز عبدالکریم احمدی عفی اللہ عنہ خاوند موصیہ

وصیت نمبر ۲۲۸۲

میں محمد الدین ولد جلال الدین قوم کشمیری ساکن قلعہ صوبا سنگھ تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ کا ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش حواس بلا جبر واکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اسوقت کوئی جائداد نہیں عہ ماہوار تنخواہ کا ملازم ہوں۔ لہذا اپنی آمدنی کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ نیز یہ بھی وصیت کرتا ہوں۔ کہ اگر میری وفات پر کوئی ایسی جائداد میرے قبضہ میں ثابت ہو۔ جو میری آمدنی سے نہ بنی ہو۔ بلکہ کسی اور طریق سے ملجاوے اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک وقابض صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط والسلام

۸ / فروری ۱۹۲۵ء

العبد محمد الدین ملازم شفاخانہ دعیہ بقلم خود

گواہ شد

سید حسین علی شاہ بقلم خود

گواہ شد

اللہ دتہ ولد وزیر قوم موچی احمدی

وصیت نمبر ۲۲۸۳

میں عبدالکریم ولد غلام حیدر خان قوم بلوچ ساکن موضع گھوگھیاٹ تحصیل بھیرہ ضلع شاہ پور کا ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اسوقت کوئی جائداد نہیں۔ البتہ میں اسوقت ۵۰ روپیہ ماہوار تنخواہ کا ملازم ہوں۔ اپنی آمدنی کے تیسرے حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ جوں جوں آمدنی میں کمی بیشی ہوتی رہے گی حصہ موعودہ میں بھی کمی بیشی ہوتی رہے گی۔ نیز یہ بھی وصیت کرتا ہوں۔ کہ اگر میری وفات پر کوئی ایسی جائداد میری ملکیت میں ثابت ہو جو میری آمدنی سے نہ بنی ہو۔ بلکہ کسی اور طریق سے مثلاً ورثہ وغیرہ سے ملے۔ تو اس کے بھی ۱/۳ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ۱۱ ۳/۲۵

العبد

خاکسار عبدالکریم احمدی عفی اللہ عنہ جنرل سکرٹری انجمن احمدیہ کراچی۔

گواہ شد

محمد بخش احمدی سولجر بازار کراچی امیر جماعت احمدیہ۔

گواہ شد

اللہ بخش محاسب جماعت احمدیہ کراچی

وصیت نمبر ۲۲۸۸

میں شمس الدین ولد شیخ رحمت اللہ ساکن قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپورہ کا ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری کوئی جائداد منقولہ و غیر منقولہ نہیں ہے۔ البتہ بہ صیغہ ملازمت اس وقت میری ماہانہ ۱۲۱ روپیہ ماہوار آمدنی ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ اپنی ماہوار آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ باقاعدہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں داخل کرتا رہوں گا۔ اور اپنی ماہوار آمدنی میں کمی بیشی کے مطابق حصہ موعودہ میں بھی کمی بیشی کرتا رہونگا۔ نیز میں وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ پر صدر انجمن احمدیہ قادیان قابض و مالک ہوگی۔ جو میری اس وصیت کردہ آمدنی سے بنی ہو۔ بلکہ اللہ تعالیٰ مجھے کسی اور طریق سے عطا کرے۔ والسلام۔

یکم جنوری سنہ ۱۹۲۵ء

خاکسار شمس الدین احمدی سب اسسٹنٹ سرجن ژوب ملیشیا فورٹ سنڈیمن (بلوچستان)

گواہ شد

احسن اللہ خان دارالفضل قادیان

گواہ شد

شیخ غلام احمد قادیانی

وصیت نمبر ۲۲۴۷

میں مریم بی بی زوجہ مظہر حق قوم راجپوت ساکن قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپورہ کی ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

(۱) میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

(۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بعد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کروں۔ تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جاویگی۔

(۳) میری موجودہ جائداد اس وقت زیور سنہری مالیتی ۵۰ روپیہ کا ہے۔ اور مہر مبلغ ما/ کا ہے۔ المرقوم ۱۴ جنوری سنہ ۱۹۲۵ء

العبد

مریم بی بی بنت مولوی محمد الدین صاحب مرحوم

گواہ شد

مظہر حق بقلم خود

گواہ شد

افتخار احمد

وصیت نمبر ۲۲۹۲

میں کرم بی بی زوجہ غریب اللہ آوان ساکن رہتاس تحصیل و ضلع جہلم کی ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

(۱) میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

(۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بعد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کروں تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جاویگی۔

(۳) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ حق مہر۔ مکان قیمتی ما/ و زیورات قیمتی ۵۰ر۔ فقط ۱۱ ۵/۲۴

بقلم خود احمد حسن احمدی رہتاس ضلع جہلم

العبد۔ کرم بی بی بقلم خود۔

گواہ شد

غریب اللہ خاوند موصیہ بقلم خود

گواہ شد

وزیر محمد احمدی بقلم خود

وصیت نمبر ۲۱۰۳

میں جنت بی بی بنت بوٹا قوم شیخ ساکن بنگہ ضلع جالندھر کی ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

(الف) میری اس وقت جائداد منقولہ زیورات نقرئی و طلائی قیمتی ما/عـہ روپیہ کی ہے۔ میں وصیت کرتی ہوں۔ کہ میرے مرنے کے بعد اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

اگر میرے مرنے کے وقت کوئی اور جائداد پیدا یا ثابت ہوگی۔ تو اس کے بھی اسی قدر حصہ پر یہ وصیت حاوی ہوگی۔

(ب) اگر میں انجمن ہذا میں اپنی زندگی میں جائداد وصیت کردہ میں سے کوئی روپیہ داخل کر دوں۔ تو اسی قدر اس حصہ وصیت کردہ سے منہا ہو جاویگی۔

۲۶ ۱/۲۴

العبد

نشان انگوٹھا جنت بی بی موصیہ

گواہ شد

حکیم عمر الدین بنگہ۔ خاوند موصیہ

گواہ شد

رحمت اللہ باغانوالہ۔ ساکن بنگہ

وصیت نمبر ۲۲۱۹

میں بشیر احمد ولد غلام علی قوم ارائیں ساکن اراضی یعقوب تحصیل و ضلع سیالکوٹ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کا ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اسوقت موجودہ جائداد ملعہ ۲ کنال اراضی مزروعہ چاہی و دیگر حصہ شاملات و دو مکان سکونتی دو منزلہ (حد جانب شرق نظام الدین ارائیں۔ جانب مغرب گلی جانب شمال قاسم ارائیں وغیرہ جانب جنوب مکان نظام الدین ارائیں حد ۲ جانب شرق سوہنا و چنا سنگھ جانب غرب قطب الدین ارائیں۔ شمال مکان فخر الدین ارائیں۔ جانب جنوب کھیڑا ارائیں) ہیں اس کے ۱/۸ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ نیز اگر کوئی اور جائداد زیادہ ہو جاوے۔ تو اس کے بھی ۱/۸ حصہ کی مالک میری وفات کے وقت صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور جو رقم یا جائداد میں اپنی زندگی میں دے جاؤں وہ حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جاوے گی۔ فقط والسلام ۷/۲۴ ۱۴

العبـــــــد

بشیر احمد ولد مہر غلام علی

گواہ شـــــــد

غلام حسن مہر اراضی یعقوب بقلم خود

گواہ شـــــــد

غلام حسین نمبردار اراضی یعقوب بقلم خود

وصیت نمبر ۲۲۹۱

میں ملک بی بی زوجہ منشی دین محمد خان صاحب مرحوم قوم ککے زئی ساکن فیض اللہ چک کی ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

(۱) میری جائداد اس وقت از قسم زیور قیمتی ما/ روپیہ کی ہے۔ اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر میری وفات پر کوئی اور جائداد میری ملکیت میں ثابت ہو۔ اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی

(۲) اور جو رقومات میں اپنی زندگی میں داخل کر جاؤں۔ وہ حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دیجاویگی۔

بقلم ضیاء الحق خان عفی عنہ کلرک راولپنڈی آرسنل یکم جنوری ۱۹۲۵ء بمقام فیض اللہ چک

العبـــــــد

نشان انگوٹھا ملک بی بی موصیہ

گواہ شـــــــد

ضیاء الحق خان از فیض اللہ چک

گواہ شـــــــد

حافظ نور محمد از فیض اللہ چک بقلم خود

وصیت نمبر ۲۲۹۵

میں سید صادق علی ولد سید امداد علی ساکن قصبہ انبیٹھہ تحصیل نکوڑ ضلع سہارنپور کا ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

(۱) میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

(۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بعد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جاویگی۔

(۳) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ (۱) مکان مسکونہ واقعہ قصبہ انبیٹھہ قیمتی دو ہزار روپیہ (۲) زمین جدی بنجر واقعہ موضع مذکور قیمتی عشـ/ روپیہ۔ زیورات سنہری قیمتی چھ صد روپیہ زیور نقرئی قیمتی ما للعہ نقد اسا عـہ ظروف ہر قسم قیمتی ما/ روپیہ فقط۔ ۲۰ اپریل ۱۹۲۵ء قادیان میں لکھا گیا۔

بقلم صادق علی

العبـــــــد

سید صادق علی فارسٹ رینجر جنگلات حال وارد قادیان

گواہ شـــــــد

محمد یامین تاجر کتب قادیان

گواہ شـــــــد

(پیر) سراج الحق جمالی نعمانی رئیس سرساوہ حال قادیان

وصیت نمبر ۲۲۹۷

میں دولت بی بی زوجہ حبیب اللہ کمہار ساکن جنڈر کے گوگے تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ کی ہوں۔ جو کہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

(الف) میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

(ب) جو رقومات میں اپنی زندگی میں داخل کروں۔ وہ حصہ وصیت کردہ سے منہا کی جاویں گی۔

(ج) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ ایک بھینس قیمتی ما/ زیور نقرئی جو حق مہر سے طیار ہوا عـہ فقط ۱۳ اپریل ۱۹۲۵ء بمقام قادیان کاتب الحروف فضل الدین احمدی سب اورسیئر مردان۔

العبد۔ دولت بی بی موصیہ۔

گواہ شد۔ حبیب اللہ کمہار خاوند موصیہ۔

گواہ شد۔ نذر بخش کمہار ساکن جنڈر کے گوگے بقلم خود

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چودہویں صدی کے علماء سوء

(از ظفر الاسلام صاحب متعلم مولوی فاضل کلاس)

لیس کلامنا ھذا فی اخیارھم بل فی اشرارھم

مینے کسی گذشتہ پرچہ فاروق میں اندرونی دشمنان اسلام کے ایک بدنام فرقہ کی شرمناک سیہ کاریوں پر اجمالاً نظر ڈالی تھی۔ جو غالباً اس فرقہ باطلہ کی کارستانیوں سے تفصیلی طور پر آگاہ ہونے کے لئے مزید شوق رکھنے والوں کے لئے کافی نہ ہو۔ اسلئے ہم ان کی خاطر ان اشرار الناس کے عقائد فاسدہ پر تفصیلاً روشنی ڈالنا چاہتے ہیں۔

ادھر یہ فرقہ اپنے متعلق حضرت سرور کائنات کی پیشگوئی۔ علماءھم شر من تحت ادیم السماء پر اپنے ہاتھوں سے مہر صداقت ثبت کر رہا ہے۔ اور ادھر قرآن کریم بھی ان کی حالت زار کا نقشہ مختلف پیرایوں میں کھینچتا اور ان کی شرارتوں سے پیش از وقت خبر دیتا ہے غرض خدا اور اس کے رسول کا نہایت ہی سچا کلام ان دابۃ الارض کی تیرہ سو برس پہلے خبر دے چکا ہے۔ جسے آج ہم اپنی آنکھوں سے پورا ہوتا ہوا دیکھ رہے ہیں۔

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ سب سے پہلے یہ جعل منھم القردۃ والخنازیر اور علماءھم شر من تحت ادیم السماء کا پورا پورا مصداق اور بظاہر مساجد میں سبحان اللہ کے نعروں سے آسمان سر پر اُٹھانیوالا خطرناک گروہ خدائے پاک کی سبوح ذات پر ہی رذیل ترین حملہ کرتا اور ایسے خبیث عقیدہ کو نہ صرف دل میں رکھتا بلکہ جرأت سے آگے بڑھکر قدم مارتے ہوئے ان کی اشاعت کرتا اور مسلمانوں کے دین و ایمان پر زہرآلود تبر رکھتا اور اسلام کے سینہ میں دوست بنکر مسموم خنجر گھونپتا ہے۔ جس سے سمجھدار اور اس کے ہتھکنڈوں سے واقف طبقہ ان شیطانی ہیٹوں کے باقی عقائد شیطانیہ کا صحیح اندازہ لگا سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے متعلق عقیدہ

چنانچہ خدائے برتر کی نسبت نزل الابرار میں ان کا یہ عقیدہ مندرج ہے

"انہ یقدر علی الظلم و محا لفتہ الوعد ممکن لہ و یجوز لہ العفو عن الشرک والکفر وکذا تخلید المومنین فی النار"

یعنے خدا ظلم پر قادر ہے۔ اس کے لئے وعدہ خلافی ممکن ہے۔ شرک اور کفر سے معاف کرنا اور مومنوں کو ہمیشہ کے لئے جہنم میں ڈالنا یہ سب اس کے لئے جائز ہے۔

اسیطرح مولوی احمد رضا خان اپنی کتاب میں مولوی اشرف علی تھانوی کے ایک رسالہ کی عبارت نقل کر کے لکھتے ہیں۔ کہ یہ فتوے دیواروں تک چسپاں مینے خود دیکھا ہے۔ کہ

"جو اللہ تعالیٰ کو بالفعل جھوٹا مانے اُسے کُفر تو بالائے طاق گمراہ گنہگار فاسق بھی نہ کہو۔ اسلئے کہ بہت سے اماموں نے بھی ایسا کہا ہے"

اب دیکھو یہ عقائد مشتے نمونہ از خروارے ہیں۔ جن پر ان کے باقی عقائد کو قیاس کر سکتے ہیں۔ پھر نہ صرف ان عقائد کو پیش کرتے اور ان کی اشاعت ہی کرتے ہیں بلکہ دقیانوسی منطق اور فلسفہ کے ریتلے قلعہ میں پناہ لیکر اس کو ان علوم کے ساتھ ثابت کرنا چاہتے ہیں۔

ان اخوان الشیاطین اور حجروں میں رہنے والے دشمنان دین نے اللہ تعالیٰ کے متعلق ان دل آزار پُر دشنام کلمات سے بازاری شریفوں کو بھی شرمندہ کر دیا ہے۔ اور انکی قدر بڑھا دی ہے۔ یہ بد زبان فرقہ "بازی بازی باریش بابا ہم بازی" کے مطابق صلحاء و انبیاء ملائکہ سے ترقی کرتے کرتے اس خدا کی ذات مستجمع صفات کی طرف شیطانی جرأت کے ساتھ نالائق صفات منسوب کرتا اور درحقیقت اپنی ہی بدکرداریوں پر اللہ تعالیٰ کی قدوس ذات کو قیاس کرتا اور اپنے ناپاک شیشہ میں اللہ تعالیٰ کی ذات کو دیکھتا ہے۔ یعنے وہ معاذ اللہ ظالم غدار۔ دروغگو۔ عہد شکن اور خائن ہے۔

اس سے بڑھکر دنیا میں اور کون سی بدعقیدگی ہوگی۔ کہ اللہ تعالیٰ جیسی اقدس ذات کی طرف ایسی کمینہ صفات منسوب کی جائیں۔ اور اس مذہب میں ہوکر خدا پر ایسے گندے اتہام لگائے جائیں۔ کہ جس کی ابتدا ہی الحمد للہ رب العٰلمین کے ساتھ ہوتی ہے۔ کہ تمام محامد اللہ رب العالمین کے لئے ہیں۔ اور وہ ہر ایک نقص و عیب سے منزہ ہے۔ پھر پانچ وقت مسلمان اپنی نماز کی ابتدا ان کلمات سے کرتے ہیں۔ اور دن اور رات کے پانچ وقتوں میں بآواز بلند ان کلمات کی تلاوت کرتے ہیں۔ اور اسلام کی ابتدائی اور اوّل افضل ترین تعلیم کا دنیا میں اعلان کرتے ہیں۔ لیکن آہ افسوس کہ یہ بدباطن اور بے باک گروہ قدوسوں کی قدوس اور محبوب ترین ذات کو بھی نہیں چھوڑتا اور اس کو اپنے غضب میں دھیا دیکھ کر بے باکی اور جرأت میں شیطان کو بھی پیچھے چھوڑ جاتا ہے پھر اگر ان کی ابلہ فریبیوں سے دنیا کو آگاہ کیا جائے۔ تو کتوں اور بھیڑیوں کی طرح بھونکنا شروع کر دیتے اور شریف مومن مسلمانوں کے دامن پھاڑ دینا چاہتے ہیں۔ اسلئے سہ

ان سے دوچار ہونا عزت ہے اپنی کھونا
ان سے ملاپ کرنا رادا ابا ہی ہے
فطرت کے ہیں درندے مردار ہیں ندیے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہر دم زباں کے گندے قہر خدا یہی ہے

لیکن ہم ان لومڑیوں اور بندر خصلت انسانوں کے کالے کالے کفر کے فتووں سے نہیں ڈرتے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ ان کی تکفیر بازیوں سے نہیں بچا۔ تو اور کون ہے۔ جو بچ رہے۔

مسلمانوں کا اظہار نفرت ہم ہی نہیں دوسرے مسلمان بھی بدیں الفاظ ان شریر مُلّاؤں کی نوحہ خوانی کر رہے ہیں۔ چنانچہ ایک روئداد مدرسہ مظہر الاسلام دہلی میں ان علماء سوء کے متعلق لکھا ہے۔ کہ

"جو خاص خاص ان حضرات علماء کے معتقد ہیں۔ وہ مسلمان ہدایت یافتہ باقی کل ناری گمراہ۔ جس اسلام کو صحابہ کرام رضوان اللہ نے اپنا خون بہا بہا کر پھیلایا اور لوگونکو مسلمان بنایا۔ ان کو یہ حضرات گھر میں بیٹھے بیٹھے اپنی زبان و قلم سے کافر بنا رہے ہیں"

مکفرین کا مکفرین پر افسوس بعض مولوی بھی دوسرے مولویوں کے فتووں سے تنگ آ کر جو اگرچہ خود بھی اول المکفرین سے ہیں۔ علماء سوء کی حالت پر بدیں الفاظ رونا روتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ "جہاں کسی نے بھی انکے منشاء کے خلاف کام کیا۔ بس فوراً مورد لعن و طعن ہوگیا۔ کفر کے فتوی استنجوں کے ڈھیلوں یا برساتی کیڑوں کی مانند دربدر پھر رہے ہیں"

ان علماء کی دینی حالت سے اگر ہم اپنے حالات کو ملائیں تو سیاہ سپید کا ظلمت و نور کا رات اور دن کا زمین و آسمان کا فرق ہے شاید وہ چند مولوی صاحبان تو اپنے آپ کو ان کا سا مسلمان جانتے ہوں۔ جو بے دھڑک اوروں پر کفر کے فتوے دیکر خوش ہوتے ہیں ورنہ سہ

بظاہر ہے شکل اُن کی گو عالمانہ
مگر سارے عادات ہیں جاہلانہ

بس اے باغیرت مسلمانوں اُٹھو اور ان بدنام کنندگان اسلام سے زمین کو اپنی تمام تر جد و جہد کے ساتھ پاک کر دو۔ اور اسلام کو انکے حملوں اور وحشیانہ مظالم سے بچاؤ۔ اور اپنی نسلوں کو ان دجاجلہ کے اثرات سے محفوظ رکھو۔ ورنہ یاد رکھو کہ تمہاری اصل تباہی اور بربادی ان جُبّہ پوش دستار بندوں کے ہاتھوں سے ہوگی۔

جنگل گنج کے مہدی

(۲)

(از مرزا کبیر الدین احمد صاحب لکھنوی)

سلسلہ کے لئے ناظرین اخبار فاروق نمبر ۱۰ مورخہ ۱۳ جون ۱۹۲۵ء ملاحظہ فرمادیں۔

آج فاروق مورخہ ۲۷ جولائی ۱۹۲۵ء کے صفحہ ۱۰ میں مرزا مہدی صاحب نے اپنا نوحہ شائع کیا ہے۔ کہ میںنے تحریری اور زبانی مناظرہ سے گریز کیا ہے۔ اور مہدی صاحب مجھے مباحثہ کے لئے بلاتے رہے۔ لیکن میں سامنے نہ آیا۔ تعجب۔ کیا آنجناب کا یہ ماتم زدہ قول حقیقت واقعی ہے؟ ہرگز نہیں! کیا یہ امر صحیح نہیں۔ کہ آپ سے اور عزیزی خیر الدین احمد سلمہٗ سے شرائط مناظرہ بحصر تحریر ہوئے تھے۔ اینکر دیا میں غلغلہ ہو کر جائے قرار پر ہجوم بھی دنیائے عالم کا ہؤا۔

مگر مہدی صاحب ایسے غائب اور تختہ بند ہوئے۔ کہ باوجود لوگوں کے تفحص کناں ہونے اور آپ کے ایوان مرتبت پر ندا کرتے کے پھر بھی آپ کا پتہ نہ لگا۔ خدا جانے کہ آپ اُس روز کہاں گم ہوئے۔ بالآخر ہم کو بھی شمع محفل گل کرنا پڑا۔

قطع نظر آپ کسی اخبار میں دن اور وقت و تاریخ مقرر کر دیں۔ ہم بفضلہٖ باری تعالیٰ آپ سے مناظرہ کو حاضر ہیں۔ غائب نہیں ہیں۔ اس کے بعد آپ کے الٹیمیٹم کی طرف توجہ کرتے ہیں۔ آپ صفحہ ۵ پر تحریر فرماتے ہیں۔ کہ

(۱) "قل کفیٰ باللّٰہ شہیدًا بینی وبینکم ومن عندہٗ علم الکتٰب۔

مُفسّرین نے بھی یہاں پر کتاب سے مراد توریت اور انجیل لی ہے۔ اسی وجہ سے اہلبیت کی اطاعت کا حکم دیا گیا تھا۔ اور یہی اولی الامر توریت اور انجیل کے سمجھنے والے تھے"۔ انتہیٰ۔

(۲) صفحہ ۱۲ میں لکھتے ہیں۔ کہ "انجیل عیسیٰؑ پر عمل کرنے سے انکار کرنا صریح انکار ہے۔ ایمان بلا عمل بیکار ہے۔ انجیل عیسےٰؑ پر باوجود حکم قرآنی کے عمل نہ کرنیکا نتیجہ ہے۔ کہ اسلام کے فرقہ ضلالت میں مبتلا ہیں"۔ بلفظہٖ

(۳) "اگر تمنے مذکورہ انجیل پر غور کیا اور عمل کیا۔ تو تمہارے قلبوں میں نور پیدا ہوگا"۔ بلفظہٖ

حضرات یہ ہے وہ اہل اسلام کو الٹیمیٹم۔ اب اگر ہم مہدی صاحب کی بات کو نیرنگ فصاحت کی تحریر یقین بھی کر لیں۔ تو اس تعلیم سے لازم آتا ہے۔ کہ اہل تشیع کے ایلیوں یعنے گیارہ امام (نعوذ باللہ) نہ تفہیم قرآن رکھنے والے تھے۔ اور نہ مومن کامل تھے۔ اگر وہ مومن کامل ہوتے۔ تو احکام انجیل پر عمل پیرا ہوتے چونکہ اون برگزیدہ بزرگوں کا صرف ایمان ہی ایمان کتب سابقہ پر رہا۔ اور عمل نہ تھا۔ پس بموجب عقائد صاحب الٹیمیٹم وہ مومن نہ تھے۔ ورنہ ہمکو اون کے عمل سے بتلایا جائے۔ کہ یازدہ ائمہ علیہ السلام تعلیم انجیل پر عمل کرتے تھے۔ اور اگر وہ عامل تعلیم کتب بنی اسرائیل نہ تھے۔ تو اون کے اسماء گرامی معصومیت کی فہرست سے منقطع کرکے والذین فی قلوبھم زیغ کے حکم میں اونکو (نعوذ باللہ) بھی تصور کرلو۔ کیونکہ تمام عمر وہ بزرگوار توحید فی التثلیث

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور تثلیث فی التوحید کے قائل و عامل نہ ہوئے بلکہ وہ اہلبیت جن کو محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے اصلاح عالم کے لئے اپنی جگہ چھوڑا تھا۔ عملی حیثیت سے وہ قل ھواللہ احد ہی پڑھا گئے۔ کیونکہ اونکو حکم ملا تھا۔ کہ وما امروا الا لیعبد و اللہ مخلصین لہ الدین۔ اور انکو یہی حکم ہوا کہ اللہ ہی کی خالص بندگی کریں۔

انجیل واجب العمل ہے یا قرآن

اب ہم اس امر کے لئے کہ واجب العمل کونسی کتاب ہے۔ قرآن کریم سے ہی فیصلہ کرتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ۔ فمن حاجك فيه من بعد ما جاءك من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا و ابناءكم ونساءنا ونساءكم وانفسنا وانفسكم ثم نبتهل فنجعل لعنت الله على الكذبين۔ (الجزو ۳ آل عمران)

یعنے پھر جو تجھ سے کوئی اس میں باوجود علم ہونے کے جھگڑا کرے۔ تو کہہ دے آؤ ہم مباہلہ اور لعنت اللہ کی ڈالیں جھوٹوں پر۔ قرآن مجید یہود اور نصارے کو جھوٹا کہہ رہا ہے۔ اور اپنے ہی منوانے کے لئے مباہلہ کو اختیار کر رہا ہے۔ اگر واقعی انجیل بھی واجب العمل تھی۔ تو قرآن کا یہ رنگ مباہلہ ناحق کا تحکم تھا۔

(۱) فاتبعوه لعلكم تهتدون۔ پس اتباع کرو۔ تم سب نبی کریم صلعم کی تاکہ تم ہدایت پاؤ۔ اس آیت پاک میں خدا تعالیٰ نے اتباع انجیل کا اشارہ تک نہیں کیا۔ بجز اتباع رسول اللہ صلعم کے اور آپ ہی کی اتباع کو موجب ہدایت ٹھہرایا ہے۔ اور اگر انجیل کی اتباع ہی شرط ہوتی تو کبھی اللہ تعالیٰ تنہا اتباع رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو حصر کلی نہ ٹھہراتا۔

(۲) قل ان كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله یعنے کہدے اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم اگر تم دوست رکھنا چاہتے ہو اللہ کو تو میری اتباع کرو۔ خدا تمکو دوست رکھے گا۔

اس آیت سے بھی نہایت صفائی سے ثابت ہو گیا۔ کہ اگر کوئی شخص خدا کو دوست بنانا چاہے۔ تو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرے۔ نہ کہ انجیل کی بھی۔

(۳) ومن يتبدل الكفر بالايمان فقد ضل سواء السبيل

(الجزو ۱ البقر رکوع ۱۲)

جو کوئی یقین (قرآن کریم) کے بعد کفر اختیار کرے۔ وہ ہی گمراہ ہے۔ اس آیت پاک میں تعلیم قرآن کے برخلاف ماننے والوں کو کافر اور گمراہ کہا ہے۔ لیکن جناب مرزا مہدی صاحب جنگی گنج شیعی انجیل کو واجب العمل فرما رہے ہیں۔

(۴) ولن ترضى عنك اليهود ولا النصرى حتى تتبع ملتهم قل ان هدى الله هو الهدى ولئن اتبعت اهواءهم بعد الذي جاءك من العلم ما لك من الله من ولي ولا نصير۔

(الجزو ۱ البقر رکوع ۱۳)

اور اے محمد (صلعم) یہود اور نصارے تو تم سے اسوقت تک کہ آپ اونکے مذہب کے تابع نہ ہو جائیں ہرگز خوش نہ ہونگے۔ کہہ دو کہ اللہ ہی کی ہدایت اصلی ہدایت ہے۔ اور اگر آپ اس قرآن کے بعد بھی ان کی خواہشوں کے تابع ہو جائیں گے۔ تو آپ کے لئے اللہ کے مقابلہ میں نہ کوئی حامی ہوگا۔ نہ مددگار۔

دیکھا حضرات کس موکد پیرایہ میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو منع کر دیا۔ کہ آپ ہرگز ہرگز توریت و انجیل کی اتباع نہ کریں۔ کیونکہ آپ کے پاس علم آچکا۔ اور حقائق الامور منکشف ہو گئے۔ اگر اتباع توریت انجیل کی کیجئے گا۔ تو آپ پر سے سایہ فضل الہی اٹھ جائیگا۔ اور وہی سم قاتل آپ میں سرایت کر جائیگا۔ اور آپ کے لئے جو وحی اور حمایت الہی غیب سے مقرر ہو چکی ہے۔ باقی نہ رہے گی۔ اب جب رسول اللہ صلعم جیسی ہستی کے لئے یہ عتاب ہے۔ تو اور جو کوئی انجیل موجودہ کی اتباع کرے۔ تو پناہ بخدا۔

(۵) ومن يبتغ غير الاسلام دينا فلن يقبل منه الخ

یہ آیت بھی توریت انجیل کی اتباع کو منع فرماتی ہے۔ کہ یہ دونوں مذہب مقبولان الہیہ سے نہیں ہیں۔

ما كان ابراهيم يهوديا ولا نصرانيا ولكن كان حنيفا مسلما۔

(الجز نمبر ۳ آل عمران رکوع ۵)

ابراہیم علیہ السلام نہ یہودی تھا نہ نصرانی تھا۔ بلکہ وہ اس مذہب کا منکر تھا۔ اس جگہ سے معلوم ہوا۔ کہ ابراہیم علیہ السلام کا دین مخالف دین یہود اور نصارے کے تھا۔ جب ہی تو اللہ تعالیٰ ابراہیم علیہ السلام کے دین کو بنی اسرائیل کے دین سے علیحدہ بتاتا ہے۔ غرضیکہ آیت پاک میں جو یہود اور نصارے کے مقابلہ میں لفظ حنیف لایا ہے۔ اس کے معنے منحرف کے ہیں۔ کیونکہ حنیف انحراف کو کہتے ہیں۔ اور عبرانی اور سریانی زبان میں حنیف کے معنے منکر و کافر کے ہیں۔ اس تقدیر پر آیت کے یہ معنے ہوئے کہ ابراہیم علیہ السلام فرمانبردار الہی تھے۔ اور دین بنی اسرائیل موجودہ سے منکر و منحرف تھے۔ اب مکاشفات یوحنا کیسی۔

(۶) اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتي (احزاب) یعنے جو دین وصول الی اللہ کا راہ تمام آدمؑ سے لیکر عیسے علیہ السلام تک موافق استعداد اہل زمانہ مصلحتاً حکیم مطلق کی طرف سے ہوتا چلا آ رہا ہے۔ اب محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر اس کی تکمیل ہو گئی ہے۔ آیندہ کسی نئی شریعت کی حاجت نہیں رہی۔ پس ان الدين عند الله الاسلام پسندیدہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دراصل دین یہی اسلام ہے۔ جس کو احمد مہدی علیہ السلام نے تمام مذاہب کے سامنے پیش کیا ہے۔ بقیہ مذاہب اب منسوخ ہو چکے ہوگئے۔ من یبتغ غیر الاسلام دینًا فلن یقبل منہ۔ جو کوئی اسلام کے سوا دوسرا دین اختیار کرے۔ سو ہرگز مقبول نہ ہوگا۔ غرض اسلام کو کامل اور جامع جمیع ہدایات کرکے بقیہ ادیان اور کتب کو منسوخ قرار دے دیا۔ اور اس کی طرف توجہ کو مطلق منع فرمایا ہے۔ گویا دین عیسوی و موسوی جو کچھ ہے۔ وہ یہی اسلام ہے۔ اور حق تو یہ ہے کہ اگر عیسٰے علیہ السلام کشمیر میں دفن نہ ہوتے اور زندہ ہوتے تو اسی قرآن کے حکموں پر عمل کرتے۔ میاں مرزا محمد مہدی صاحب اگر یہ مفید مطلب نہ ہو تو بہت کچھ لکھونگا۔

فتاویٰ احمدیہ

سوال نمبر ۳۳ میری ہمشیرہ کا نکاح میری والدہ نے کہیں کیا ہوا تھا مجھے علم نہ تھا۔ مجھ سے لوگوں نے بہت زور دیکر کہیں اور کرا لیا۔ کیا یہ نکاح برقرار رہ سکتا ہے۔ یا نہیں۔ لڑکی بالغہ ہے۔ جہاں بیٹے کیا ہے۔ لڑکی ناپسند کرتی ہے۔

جواب نمبر ۳۳ چونکہ لڑکی بالغہ ہے اس کی رضامندی ضروری تھا ہے۔ اب چونکہ لڑکی ناپسند کرتی ہے۔ دوم جبکہ اس نکاح سے پہلے نکاح رشتہ دوسری جگہ ہوا ہوا ہے۔ اور گو وہ والدہ نے کیا ہے۔ جو ولی نہیں۔ مگر ولی کا (جو یہی بڑا بھائی ہے) اسپر اعتراض نہ کرنا اور لڑکی کا باوجود علم کے اس کو رد نہ کرنا پہلے عقد کو لازم قرار دیتا ہے جس کے ہوتے ہوئے دوسرا عقد جائز نہیں ہو سکتا۔

(المفتی سید محمد سرور شاہ صاحب)

س نمبر ۳۴ (۱) ایک عورت فوت ہونے کے بعد خاوند والدہ لڑکی چند بھائی چھوڑ گئی ہے۔ ترکہ کس طرح تقسیم کیا جاوے۔

(۲) زید کا ایک مکان ہے۔ بکر ایک سال کے لئے کرایہ پر لیتا ہے۔ کچھ عرصہ کے بعد کرایہ دار مالک سے مکان بیع کراتا ہے۔ اور بعد تصفیہ کچھ رقم بطور بیعانہ دیتا ہے۔ رجسٹری ایک ماہ کے بعد کراتا ہے۔ کرایہ کب تک ادا کرنا چاہئیے۔ بیعانہ دینے تک یا رجسٹری کرانے تک۔

(۳) اس مکان میں ایک لکڑی کی سیڑھی ہے۔ کیا وہ سیڑھی بھی شامل بیع ہوگی یا نہیں۔

ج نمبر ۳۴ (۱) ترکہ اس طرح تقسیم ہوگا۔ خاوند کو ۱/۴ لڑکی کو ۱/۲ والدہ کو ۱/۶ کل ۱۲ حصے کریں۔ ۳ خاوند کو ۶ لڑکی کو ۲ والدہ کو باقی ایک جو بچیگا۔ وہ بھائی بحیثیت عصبہ ہونے کے لے جائیگا۔

(۲) کرایہ اسوقت تک کا ادا کرنا ہوگا جبکہ بیعانہ دیا ہے۔ رجسٹری خواہ ایک سال کے بعد کرائیں۔

(۳) سیڑھی اگر مکان کے ساتھ ملحق نہیں اور اگر ملحق ہے۔ تو شامل ہے۔ یا اگر شرط کر لی ہے۔ کہ مکان مع اسباب موافق کے بیع کیا ہے۔ تو بھی شامل ہے۔ اور اگر شرط نہیں کی تو شامل نہیں۔

(المفتی سید محمد سرور شاہ صاحب)

س نمبر ۳۵ مجموعہ فتاویٰ احمدیہ جلد اول صفحہ ۱۲۴ میں حکیم الامۃ کا فتویٰ ہے۔ کہ مردہ کو قرآن شریف پڑھنے کا ثواب پہنچتا ہے۔ مگر صفحہ ۱۴۳ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فتویٰ ہے۔ کہ قرآن شریف پڑھ کر میت کو ثواب پہنچانا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضہ سے ثابت نہیں اس اختلاف کو صاف فرمایا جاوے۔

ج نمبر ۳۵ جو کچھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ ٹھیک ہے۔

(المفتی سید محمد سرور شاہ صاحب)

س نمبر ۳۶ ایک شخص نے عورت کو طلاق دیدی۔ اس نے چوتھے روز دوسرا نکاح کر لیا۔ نو ماہ کے بعد بچہ پیدا ہوگیا۔ کیا یہ بچہ جائز ہے۔ اور اپنے والد کی وراثت کا حقدار ہے یا نہیں۔

ج نمبر ۳۶ لڑکا حرام ہے۔ اور اپنے والد کی وراثت کا حقدار نہیں ہے۔

(المفتی سید محمد سرور شاہ صاحب)

اللّٰھم انت الشافی

جوہر شفائی زندگی

یہ خشک سفوف ہے جس کا تجربہ دس سال تک کیا گیا ہے۔ پرانا بخار و کھانسی۔ خشک یا تر بلغم خون آتا ہو۔ سل کے کیڑوں کو فنا کرتا ہے۔ تپ دق کو جس سے حکیم و ڈاکٹر بھی عاجز ہوں۔ مرد و عورت سب کو یکساں مفید۔ قیمت نہایت کم جو سو روپے کو بھی مفت۔ فی تولہ عہ/ علاوہ محصولڈاک جو ایک ماہ کیلئے کافی ہے۔ حکیموں کو بھی اس کا مطب میں رکھنا نہایت ضروری ہے۔ پرچہ ترکیب استعمال ہمراہ ہوگا

المشتہر

ایس عزیز الرحمٰن۔ قادر بخش انجینئر قادیان

(فاروق پریس قادیان میں باہتمام قاسم علی پرنٹر و پبلشر و پروپرائٹر چھپ کر دفتر فاروق منزل سے شائع ہوا)